لکھنؤ

تعمیر حیات

پندرہ روزہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دلِ مؤمن

انسان اور نوع انسانی کی اشرفیت اور خصوصیت اس مضغۂ گوشت کی وجہ سے ہے جس کو دل کہتے ہیں اور دل کی قدر و قیمت اور زندگی و قوت اس جوہر کی وجہ سے ہے جس کو محبت کہتے ہیں۔ دل کے متعلق فرماتے ہیں:۔

عرش پیدا کیا مقربین کے سپرد کیا، بہشت پیدا کی رضوان کو اس کا پاسبان بنایا، اور دوزخ پیدا کی مالک کو اس کا دربان بنایا، لیکن جب مومن کا دل پیدا کیا فرمایا، دل رحمٰن کی دو انگلیوں کے درمیان ہے۔ ایک دوسرے مکتوب میں دل کی وسعت و قوت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

اگر کوئی چیز دل سے زیادہ عزیز اور قیمتی ہوتی تو اپنی معرفت کا موتی اسی میں رکھتا، یہی معنی ہیں اس ارشاد کے کہ:۔ نہ میرا آسمان مجھے سما سکتا ہے نہ میری زمین، اگر میرے لئے گنجائش ہے تو مومن بندہ کے دل میں، آسمان میری معرفت کا اہل نہیں، زمین اس بات کی متحمل نہیں، بندۂ مؤمن کا دل ہی ہے جس نے اس بوجھ کو اٹھایا، رستم کا گھوڑا بھی رستم کو اٹھا لیتا ہے، لیکن جلال الٰہی کا آفتاب جب پہاڑ پر جس سے زیادہ عالم اجسام میں جمنے والی اور عظیم کوئی چیز نہیں، جب ایک بار چمکا تو وہ بھی ریزہ ریزہ ہوگیا وَجَعَلَہٗ دَکًّا، تین سو ساٹھ مرتبہ مومن کے دل پر چمکتا ہے اور وہ "ھَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ" کا نعرہ لگاتا رہتا ہے، اور پکارتا رہتا ہے:۔ الغیاث الغیاث پیاسا ہوں۔

شکستہ تر عزیز تر! دل کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ ہر چیز ٹوٹ کر بے قیمت ہو جاتی ہے لیکن یہ جتنا ٹوٹا ہوا ہوتا ہے اتنا ہی بیش قیمت ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں:۔ اے بھائی ٹوٹی ہوئی چیز کوئی قیمت نہیں رکھتی مگر دل جتنا ٹوٹا ہوا ہوتا ہے اتنا ہی بیش قیمت ہوتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی ایک سرگوشی میں کہ آپ کو کہاں تلاش کروں؟ جواب ملا میں ان لوگوں کے پاس ہوتا ہوں جن کے دل میری وجہ سے ٹوٹے ہوئے ہوتے ہیں۔

شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ (تاریخ دعوت و عزیمت سوم)

۱۰ ستمبر ۱۹۹۲ء | سالانہ پچاس روپئے | فی شمارہ ۲/۵۰

Office : 72338
Princi.: 72336
G.House: 73864

TAMEER-E-HAYAT

FORTNIGHTLY

NADWATUL-ULAMA, LUCKNOW (India)

کتاب کا علم سے گہرا رشتہ ہے

جب سے قرآن کہتا ہے کہ انسان کو قلم کے ذریعہ علم دیا گیا اسلئے آپ بھی اسلامی کتابوں سے استفادہ کیجئے جو ذہن و دماغ میں انقلاب اور زندگی میں عظیم تبدیلی لاسکے۔

ندوۃ ایجنسی و دار المطالعہ

(ارم کالج مظفر پور رحیم آباد ۲۴۰۱۰۱ یوپی)

گذشتہ چند برسوں سے اسلامی کتابوں کی نشر و اشاعت کا کام کر رہا ہے جہاں آپ کو عرب و عجم کی ممتاز علمی شخصیت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی و مشہور عالم دین مولانا محمد منظور نعمانی و دیگر اہل قلم علمائے حقانی کی مایہ ناز کتابیں دستیاب ہیں۔ نیز ندوۃ ایجنسی کی جانب سے ایک اہم اور معرکۃ الآرا کتاب "رویت ہلال کا مسئلہ" (اضافہ شدہ ایڈیشن) نہایت روشن کتابت فوٹو آفسیٹ پر معیاری طباعت کیساتھ شائع کیگئی ہے جو مشہور اہل قلم مولانا محمد برہان الدین سنبھلی ناظم مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء لکھنؤ کے قلم کا شاہکار اور علمی تحقیق کا نتیجہ ہے جسکو اہل علم نے موضوع کی مایہ ناز تصنیف قرار دیا ہے۔ مکتبہ ندویہ، مکتبہ الفرقان اور مکتبہ اسلام سے کتاب طلب فرما سکتے ہیں۔

ندوۃ ایجنسی میں کتابیں ۲۵ فیصد ڈسکاؤنٹ پر دستیاب ہیں۔
دار المطالعہ ندوہ میں آپ کتابیں رسائل پڑھ سکتے ہیں اور مستعار بھی لیجا سکتے ہیں۔

دار عرفات کی اہم پیشکش

تقاریر: مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی

سیرت و سوانح، دعوت و تبلیغ، اصلاح معاشرہ، مسلم پرسنل لاء، زبان و ادب، دینی تعلیم پیام انسانیت و دیگر اہم موضوعات پر دار عرفات نے مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی کی تقاریر کے کیسٹ تیار کیے ہیں، یہ تقاریر حضرت مولانا کی پُر اثر آواز میں ملتِ اسلامیہ کے لیے ایک زندہ پیغام، ملت میں پائے جانے والے امراض کا صحیح اور مناسب علاج، اس کو مستقبل کے خطرات و اندیشوں سے آگاہ کرنے کی ایک کوشش اور اس خیر امت کو اس کا حقیقی مقام و منصب یاد دلانے کا ایک مؤثر ذریعہ ہیں۔ ان کیسٹوں کے ذریعہ آپ حضرت مولانا کے دعوتی، علمی اور ادبی اسلوب سے خود بھی مستفید ہو سکتے ہیں اور ان کی اشاعت میں حصہ لے کر دوسروں کے لیے بھی ہدایت کا سامان فراہم کر سکتے ہیں

تقاریر کے عنوانات حسب ذیل ہیں

محسن عالم • نبی رحمت • نجات کا راستہ • شرعی عدالتوں کا قیام مسلم معاشرہ کی اہم ضرورت • کعبہ کا مقام اور نوع انسانی کے نام اس کا پیغام • خطرہ ارتداد اور اس کا حل • خلفاء اربعہ اور ان کی ترتیب میں حکمت الٰہی کی کارفرمائی • مسلم سماج کی جلد خبر لیجیے • مسلمان بچوں کے مستقبل کا انحصار دینی مکاتب پر ہے • دینی تعلیم آئندہ نسل کی حفاظت کی ضامن • ملی وحدت اور اس کے تقاضے • شکر کا مقام اور اس کی حقیقت • اسلام کے مطالبے اور تقاضے • اردو زبان ہندوستان کی پہچان • ہندوستان اور سیکولرزم • بت پرستی اور اس کے مظاہر سے نفرت ایمان کی بنیادی علامت ہے • امریکہ خوش قسمت بھی بد قسمت بھی • دعوت دین ایک فلک بوس اور سدا بہار درخت • انبیاء کا مقام اور ان کا پیغام • مدح صحابہؓ کے جلسوں کا پیغام اور اس میں شریک ہونے والوں کی ذمہ داری • مولانا آزاد ایک مخلص رہنما ایک حقیقت پسند قائد • دار العلوم دیوبند کے صد سالہ جشن کا پیغام ہندوستانی مسلمانوں کے نام • تحریک آزادی میں ادب اسلامی کا حصہ • دعوتی و اسلامی ادب • ادب میں حمد و مناجات کا مقام • فرقہ وارانہ فسادات اور مذہبی لوگوں کی ذمہ داری • مسلم پرسنل لا کی اہمیت اور ضرورت • صحابہؓ کی عظمت کا راز اور اس کا سبق • مولانا محمد الیاسؒ سے میرا تعلق اور ان کا دعوتی اسلوب • خلیجی جنگ، کیا کھویا کیا پایا۔

DARE ARFAT, TAKIA-KALAN, RAEBARELLI

پیش کردہ — دار عرفات تکیہ کلاں رائے بریلی

ملنے کے پتے:۔ مکتبہ اسلام ۵/۲، محمد علی لین گوئن روڈ لکھنؤ • مکتبہ حراء پوسٹ بکس ۹۳ • مکتبۃ الندویہ، دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ • مکارم نگر ندوہ روڈ، لکھنؤ

WHITE PATCHES

START TEATMENT COLOUR OF WHITE PATCHES CHANGE WITHIN 3 DAYS AND IT IS CURED SOON. FOR TESTING ONE PHILE GIVEN FREE OF COST.

WHY WHITE HAIR

HAIR'S WHITE AND FALL IN THE UNTIMELY THAT STOP AND GREW HAIR INTO BLACK COLOUR. WRITE SOON FOR TEATMENT.

ADDRESS:-
JANAW HAKIM MAULANA AAZAD (N)
P.O. LAL BIGH (NAWADAH) (BIHAR)

تعمیر حیات بمبئی میں

تعمیر حیات خریداری کے سلسلہ میں عباس علاء الدین ٹی مرچنٹ ۴۴ حاجی ابراہیم بلڈنگ، ڈی میلو روڈ، نل بازار بمبئی ۔۔۔۔ سے رابطہ قائم کریں۔

گذارش

خط و کتابت نیز منی آرڈر کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ دینا نہ بھولیں خریداری نمبر یاد نہ ہونے کی صورت میں کم سے کم جس نام سے آپ کا رسالہ جاری ہے اس کی وضاحت ضرور فرمائیں۔ منی آرڈر کوپن پر صاف صاف خوشخط پتہ لکھیں اگر جدید خریدار ہوں تو اس کی صراحت ضرور کر دیں جواب طلب امور کے لئے جوابی خطوط ارسال کریں۔ شکریہ۔ منیجر

پرنٹر پبلشر شاہد حسین نے آزاد پریس لکھنؤ میں طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت و نشریات دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع کیا

لکھنؤ

تعمیرِ حیات

پندرہ روزہ

مجلس صحافت و نشریات دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

جلد ۲۹ | ۱۰ ستمبر ۱۹۹۲ء | مطابق ۱۲ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ | شمارہ ۲۱

اداریہ —— شمس الحق ندوی

ہمیں یہ نہ بھولنا چاہیے

ہم مسلمان ہی ایک مسلمان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہے ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز کو جانتا ہے اور ہر فعل و عمل کی خبر رکھتا ہے آنکھوں کی خیانت اور دلوں میں چھپے ہوئے ارادوں اور نیتوں تک کی اس کو خبر ہوتی ہے ذرا تصور و خیال فرمائیے کہ اگر کوئی ایسا طاقتور کیمرہ و ٹیپ ریکارڈر ہمارے دائرہ عمل و حرکت میں فٹ ہو جو ہماری ایک ایک حرکت کی تصویر لے رہا ہو اور ہلکی سے ہلکی آواز، حتیٰ کہ سانس تک کی صدائے خفی کو بھی ٹیپ کرتا جارہا ہو، تو ہم کس احتیاط کے ساتھ پھونک پھونک کر قدم اٹھائیں گے کچھ کہتے بولتے اور کرنے سے پہلے بار بار سوچیں گے کہ ہمارے اس کام اور اقدام میں کوئی کھوٹ اور نفس کا چور تو نہیں چھپا ہوا ہے جس کو ہم لوگوں کی نگاہوں اور علم و واقفیت سے تو چھپائے رکھیں لیکن کیمرہ و ریکارڈر ہماری اصل تصویر اور آواز کو ایسی جگہ پیش کردیں جہاں ہمارا سارا کچا چٹھا سامنے آجائے اور شرم و ندامت سے ایسے پانی پانی ہوں کہ اپنے ہی پسینے میں گلے گلے ڈوبنے لگیں۔

ہمارے ارد گرد ایسا کوئی کیمرہ یا ٹیپ ریکارڈر نہیں فٹ ہے لیکن ہم مسلمان ہیں ہمارا عقیدہ ہے کہ رب کائنات بندہ کے ہر ہر عمل سے باخبر ہے حتیٰ کہ اس کے دل میں پیدا ہونے والے تصور و خیال کا بھی علم رکھتا ہے اپنی اس باخبری کے باوجود جس میں وہ کسی ادنیٰ سبب و ذریعہ کا محتاج نہیں بندوں کے مزاج و افتادِ طبع کے اعتبار سے کہ وہ ہوشیار و چوکس رہیں ان کے ساتھ فرشتے مقرر فرمادیے ہیں جو ان کے اچھے یا برے عمل کی رپورٹ بلا کم و کاست تیار کرتے رہتے ہیں، جب حقیقت یہ ہے اور یہ فرشتے ٹیپ ریکارڈر اور کیمرہ سے بھی صاف و واضح اور صدفی صد صحیح رپورٹ تیار کرتے رہتے ہیں تو ہم کو سوچنا چاہیے کہ ہم اس علیم و خبیر اور قادر مطلق ذات کی پکڑ کی کتنی زد میں ہیں، ہم کو کسی وقت اگر یہ اندیشہ ہو جاتا ہے کہ حاکم وقت بلکہ اگر ہم کسی ملازمت میں ہیں تو اس کا ذمہ دار کسی ذریعہ سے ہمارے قول و عمل پر نظر رکھ رہا ہے تو ہم اپنے قول و عمل میں کتنے محتاط ہو جاتے ہیں اور اس خطرہ میں بھی نہیں پڑنا چاہتے کہ وہ ہمارے کسی بے خیالی میں نکل جانے والے جملہ پر ہم کو نقصان پہونچا دے تو غور کی بات ہے کہ احکم الحاکمین کی ذات کی طرف سے جو ہمارے تمام حرکات و سکنات، ہماری زبان کی تمام کارگذاریوں کو بے کم و کاست جانتا ہے کیسے غافل ہیں، کہ سب کچھ جانتے ہوئے نہ ڈرتے ہیں نہ احتیاط کرتے ہیں، غیبتیں ہمارے معاشروں کا شعار بن چکی ہیں حالانکہ اس کی کس قدر وعید آئی ہے، دوسروں کی عیب جوئی بلکہ بہتان تراشی تک ہماری نظر میں کوئی برکیات نہیں رہ گئی، کسی طرح کچھ ناگواری یا ناراضی ہو جائے اور بس سلسلہ شروع ہو جاتا ہے غیبت کا، عیب جوئی کا، بہتان تراشی کا، یہ وہ امراض ہیں جن سے ہمارے کاندھوں پر بیٹھے ہوئے فرشتوں کے دفتر میں ہماری فرد جرم تو بنتی ہی ہے، اس کے ساتھ بھائی بھائی کے تعلقات بھی ٹوٹتے ہیں، اور چھوٹا بڑا ہر اتحاد و وفاق پارہ پارہ ہو جاتا ہے، آج ہم دیکھتے ہیں کہ خاندان خاندان میں کیسی کیسی آپسی لڑائی ہے کہ قتل تک ہو جاتے ہیں، مسلمانوں کی چھوٹی سی جمعیت میں کیسی کیسی ٹوٹ پھوٹ ہوتی رہتی ہے، یہ سب زبان کی بے احتیاطی اور ذاتی ناگواریوں کو ضبط نہ کر سکنے اور بے تکلف بدگمانی اور الزام تراشی کر دینے کا نتیجہ ہے، اس سے ایک طرف امت اسلامیہ کی تصویر غیروں کی نظر میں خراب ہوتی ہے، دوسری طرف ہمارا ذاتی نامۂ اعمال سیاہ دھبوں سے کالا ہوتا جاتا ہے، ہم کو ڈرنا چاہیے کہ یہ دھبے اگر قادر مطلق، ربِ رحیم و کریم کی رحمت سے مٹائے نہ گئے تو یوم جزا میں ہماری آنکھوں کے سامنے ہماری حسرت و ندامت کا سبب نہ بن جائیں، ہماری اکثر ناچاقیوں میں ہوتا یہ

سرپرست

مولانا معین اللہ ندوی
نائب ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ

ادارۂ تحریر

شمس الحق ندوی
محمود الازہار ندوی

مشاورت

مولانا نذر الحفیظ ندوی — مولانا سلمان حسینی ندوی
مولانا محمد خالد ندوی — مولانا عبد اللہ حسنی ندوی
مولانا محمد رضوان ندوی — ڈاکٹر ہارون رشید

خط و کتابت و منی آرڈر کا پتہ

منیجر تعمیر حیات پوسٹ بکس ۹۳
ندوۃ العلماء لکھنؤ 226007 (یوپی)

زرِ تعاون ملکی

سالانہ — پچاس روپیے
فی شمارہ — ۲/۲۵

بیرونِ ملک فضائی ڈاک

ایشیائی۔ یورپی۔ افریقی و امریکی ممالک
۲۵ ڈالر

بیرونِ ملک بحری ڈاک

بحری ڈاک جملہ ۱۰ ڈالر

نوٹ:۔

ڈرافٹ سکریٹری مجلس صحافت و نشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں، اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر روانہ کریں

اس دائرہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہوچکا ہے۔ لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین و ادب کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہونچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ پچاس روپے بذریعہ منی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں

چندہ یا خط بھیجتے وقت اپنا خریداری نمبر لکھنا نہ بھولیے

نمبر یاد نہ ہونے کی صورت میں جس نام و پتہ پر تعمیر حیات جاتا ہے اس کی صراحت منی آرڈر کوپن پر ضرور کریں

اور اگر جدید خریدار ہیں تو اس کی صراحت ضروری ہے

تعمیر حیات لکھنؤ

درس حدیث

نیکی کے آسان راستے

ڈاکٹر محمد لقمان اعظمی ندوی —— ترجمہ شمس الحق ندوی

عن ابی هريرة رضی اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم "كل سلامى من الناس عليه صدقة كل يوم تطلع فيه الشمس قال: تعدل بين الاثنين صدقة وتعين الرجل في دابته فتحمله عليها او ترفع له عليها متاعه صدقة، قال: والكلمة الطيبة صدقة، وكل خطوة تمشيها الى الصلوة صدقة، وتميط الاذى عن الطريق صدقة" (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر دن جب سورج نکلتا ہے لوگوں کے ہر جوڑ پر صدقہ واجب ہو جاتا ہے فرمایا دو آدمیوں کے درمیان عدل کر دو یہ بھی صدقہ ہے، آدمی کی سواری پر سوار ہونے میں مدد دو اس کو سوار کرادو یہ بھی صدقہ ہے یا اس کا سامان اٹھا کر دے دو یہ بھی صدقہ ہے، آپ نے فرمایا اچھی بات کہنا یہ بھی صدقہ ہے۔ نماز کے لئے جو قدم بھی (مسجد کی طرف) اٹھاتے ہو صدقہ ہے، راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹاتے ہو یہ بھی صدقہ ہے۔"

انسان کی ہڈیاں اور جسم کا ڈھانچہ اس کے وجود کی اساس ہیں انھیں کے ذریعہ وہ منافع حاصل کرتا ہے اپنے سارے کام کاج کرتا ہے مختصر یہ کہ انسان کے حرکت و سکون کا سارا مدار انھیں ہڈیوں اور جوڑوں پر ہے، انسان پر اللہ تعالیٰ یہ عظیم ترین احسان ہے جو شکر و احسان شناسی کا متقاضی ہے اور بندہ کو اس خالق کی بڑائی اور عظمت کی طرف متوجہ ہونے کا محرک و داعی ہے جس نے اسے پیدا کیا اور اسے کو نہایت خوبصورت بنایا ایک ایک عضو میں تناسب کو برقرار رکھا، اس کا حق یہ ہے کہ بندۂ مومن جب چلے پھرے حرکت کرے اٹھے بیٹھے اور اپنے اعضاء آنکھ کان ناک سے کام لے جوڑوں کی حرکت اور مڑنے کی صلاحیت سے فائدہ اٹھائے تو دل کی گہرائیوں سے اس نعمت کی قدر کرے اور ہر وقت اس پر شکر گذار رہنے کا خواہاں اور طلب گار رہے، اتنی بڑی نعمت و احسان کا شکر کس طرح ادا ہو، جب کہ انسان کا پورا وجود ہی اس زبردست خالق و بے عیب ذات کی ان عظیم الشان نعمتوں کے بوجھ سے دبا ہوا ہے، وہ کتنا ہی شکر کرے، اس کی حمد و ثنا بیان کرے ان نعمتوں کا حق نہیں ادا کر سکتا، لیکن اللہ تعالیٰ رحیم ہے، کریم ہے اپنے بندوں کے ساتھ لطف و عنایت کا معاملہ فرماتا ہے لہٰذا حمد و شکر کے بہت سے دروازوں کو کھول کر اس کو سہل و آسان بنا دیا ہے اور بہت تھوڑی سی توجہ اور محنت سے نعمت کا حق اور شکر ادا کیا جا سکتا ہے انھیں آسان راستوں اور سہولتوں ہی سے صدقہ کی وہ شکل ہے جس کو اس حدیث پاک میں بیان کیا گیا ہے کہ صدقہ کا انحصار صرف مال خرچ کرنے ہی پر نہیں ہے، دو انصاف چاہنے والوں، لڑنے والوں یا ایک دوسرے سے قطع تعلق کرنے والوں کے درمیان انصاف کرنا ان کو ملا دینا صلح کرا دینا یہ بھی صدقہ ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا۔"

ان لوگوں کی بہت سی مشورتیں اچھی نہیں، ہاں (اس شخص کی مشورت اچھی ہو سکتی ہے) جو خیرات یا نیک بات یا لوگوں میں صلح کرنے کو کہے۔ اور جو ایسے کام خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کرے گا تو ہم اس کو بڑا ثواب دیں گے۔

اسی طرح سے کوئی شخص سواری پر سوار ہونا چاہ رہا ہے جانور کے سرکش ہونے کے سبب یا اپنی کمزوری کی وجہ سے سوار نہیں ہو پاتا، اب سوار ہونے میں اس کو سہارا دینا اور سوار کرا دینا یا سوار ہوگیا ہے سامان نیچے ہے سامان اٹھا کر اس کو دے دینا یہ بھی صدقہ ہے، اچھی بھلی میٹھی بات کہنا اور بھلے کام کی ترغیب و تلقین کرنا یہ بھی صدقہ ہے، انسان اپنی جائے قیام یا گھر سے نماز کے لئے نکلتا ہے تو جو قدم بھی وہ نماز کی سمت کو اٹھا رہا ہے وہ صدقہ ہے، راستے میں کوئی تکلیف دہ چیز پڑی ہوئی ہے اس کو ہٹا دیتا ہے کہ بے خبری میں کسی کو چوٹ نہ لگ جائے پاؤں میں چبھ نہ جائے، کیلے کا چھلکا ہے کوئی پھسل کر گر نہ جائے اس کو راستہ سے ہٹا دیتا ہے یہ بھی صدقہ ہے۔

اس کے بعد آنے والی تمام احادیث صدقہ کے مختلف طریقوں کو واضح کرتی ہیں

۱۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر مسلمان پر صدقہ کرنا واجب ہے، صحابۂ کرام نے عرض کیا اللہ کے رسول جس کے پاس کچھ ہو ہی نہیں وہ کیا کرے؟ آپ نے فرمایا: خود سے کام کرے اپنے کو بھی فائدہ پہنچائے اور صدقہ بھی کرے، صحابۂ کرام نے عرض کیا اللہ کے رسول جو یہ بھی نہ کر سکے، آپ نے فرمایا: پریشان حال ضرورت مند کی مدد کرے، صحابۂ کرام نے عرض کیا اگر وہ اپنے میں مدد کرنے کی صلاحیت نہ پاتا ہو تو؟ آپ نے فرمایا: تو نیک کام کرے اور برائی سے بچے یہ اس کے لئے صدقہ ہے"۔ ؎

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر شخص پر ہر دن جب سورج نکلتا ہے اپنی طرف سے صدقہ کرنا واجب ہے، میں نے عرض کیا اللہ کے رسول کہاں سے صدقہ کریں ہمارے پاس مال تو ہے نہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ اکبر کہنا، سبحان اللہ کہنا، الحمد للہ اور لا الٰہ الا اللہ کہنا، استغفر اللہ کہنا، تم بھلائی کا حکم دو برائی سے روکو راستہ سے کانٹا ہٹا دو، بہرے گونگے سے اس طرح اہتمام سے بات کرو کہ وہ سمجھ جائے، کوئی شخص اپنی ضرورت سے تم سے راستہ معلوم کرے تمہیں راستہ معلوم ہے اس کو راستہ بتا دو، مصیبت زدہ پریشان حال کی فریاد سن کر دوڑ پڑو، اپنی قوتِ بازو سے کمزور کو سہارا دو، اس کی مدد کرو، یہ تمام باتیں صدقہ میں شامل ہیں۔ تم اپنی بیوی سے ہم بستر ہو تو اس پر بھی تم کو اجر ملے گا"۔ ؎

۳۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے جو شخص جہنم سے بچنا چاہے وہ صدقہ کرے چاہے کھجور کا ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو، جس کو یہ بھی نہ ملے تو اچھی بات کہے"۔ ؎

۴۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مسلمان جو بھی پودا لگاتا ہے یا کاشت کرتا ہے تو اس میں سے جو انسان یا چوپایا کوئی جانور کھاتا ہے تو یہ اس کے لئے صدقہ میں شمار ہوتا ہے"۔ ؎

۵۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر نیکی صدقہ ہے اور نیکی میں یہ بھی شامل ہے کہ تم اپنے مسلمان بھائی سے بشاشت کے ساتھ ملو، اور یہ بھی شامل ہے کہ اپنے ڈول کا پانی اس کے ڈول میں ڈال دو"۔ ؎

ان تمام احادیث سے معلوم ہوتا ہے اور یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ صدقہ کسی خاص قسم کی نیکی پر منحصر نہیں بلکہ ایک عام اصول معلوم ہوگیا کہ ہر اچھا کام صدقہ ہے اور چونکہ صدقہ بلاؤں کو دور کرتا ہے، اور نماز کے اندر سارے انسانی جوڑ حرکت کرتے ہیں، لہٰذا چاشت کے وقت دو رکعت نماز صدقہ کی ان سب صورتوں کے لئے کافی ہو جاتی ہے، جیسا کہ ایک حدیث شریف میں مذکور ہے، حدیث شریف میں یہ بھی آیا ہے کہ "جس شخص نے صبح کو یہ الفاظ کہہ لئے" اللّٰهُمَّ مَا أَصْبَحَ بِي مِنْ نِعْمَةٍ أَوْ بِأَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ، فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ" تو اس نے اس دن کا شکر ادا کر دیا اور جس نے رات ہونے کے وقت یہ الفاظ کہے اس نے اس رات کا شکر ادا کر دیا، اوپر مذکور الفاظ یعنی دعا کا ترجمہ یہ ہے — اے اللہ مجھ کو یا تیری مخلوق میں جس کو بھی جو نعمت ملی ہے وہ صرف تیری ہی طرف سے ہے کوئی تیرا شریک نہیں سب تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں ہم شکر تیرا ہی ادا کرتے ہیں —

صدقات کی ان متعدد اور آسان صورتوں کے بعد جن کو اللہ تعالیٰ نے ہم پر کھول رکھا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث پاک میں بیان فرمایا ہے،

باقی صفحہ ۱۵ پر

ہے کہ کوئی شخصی ناگواری یا غلط فہمی ہوتی ہے اور اس کو ہم حق و باطل کا مسئلہ بنا لیتے ہیں، جس میں سو فی صد حق اپنی طرف اور سو فی صد باطل دوسری طرف سمجھتے ہیں پھر معرکہ کو جہاد بنا لیتے ہیں اور پھر غیبت بہتان سب چلتا ہے۔ ہماری صرف تھوڑی سی توجہ کی ضرورت ہے کہ ہمارا نفس کسی وقت نفسانیت کا شکار نہ ہو جائے، اور ہم سے وہ سب نہ کرائے جو ہمارے مخالف کو تو کم نقصان پہنچائے خود ہم کو بہت نقصان پہنچا دے، ہم کو اپنے قول و فعل میں اس کا لحاظ رکھنا چاہیے کہیں جھوٹ اور دروغ گوئی، بہتان و افترا پردازی اور ناکردہ کو کردہ بنانے کا جرم تو نہیں کر رہے ہیں کہ کل جب منکر نکیر اپنے فائل پیش کریں یا موجودہ اصطلاح میں یوں کہیے کہ اپنے ٹیلی ویژن کا چانلس دبائیں تو پتہ چلے کہ ہم نے جو دوسرے کو مجرم بنانے کا کھیل کھیلا تھا وہ ہم پر ہی پلٹ آیا ہے اور یہ وہ مقام ہوگا جہاں تلافی کا امکان ختم ہو چکا ہوگا اور ہمارے کرتوتوں کی ریت کی دیوار ہباءً منثوراً ہو چکی ہوگی۔

آج ہم اس معاملہ میں کتنے بے احتیاط و کوتاہ ہو گئے ہیں کہ ہر سنی سنائی بات کو حقیقت کا جامہ پہنانے لگتے ہیں یا اپنے گمان و ظن کو مبنی بر حقیقت قرار دے گزرتے ہیں جو دین و ملت کے حق میں سم قاتل ثابت ہوتا ہے اور اعتماد و بھروسہ کی چہار دیواری میں شگاف پیدا کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ"

اے اہل ایمان بہت گمان کرنے سے احتراز کرو کہ (بعض) بعض گمان گناہ ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث"

بدگمانی سے بچو بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے فرمایا: کَفٰی بِالْمَرْءِ کَذِبًا اَنْ یُّحَدِّثَ بِکُلِّ مَا سَمِعَ، یعنی آدمی کے جھوٹے ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو بیان کرے۔

ہمارا یہ دور جمہوری سیاست کا دور ہے جو آزادی کا دور کہلاتا ہے جس میں ایک سیاسی پارٹی دوسری پارٹی کے بارے میں سب کچھ کہنے اور بولنے میں آزاد ہوتی ہے ہر پارٹی کے نمائندے الکشن جیتنے کے لئے دوسری پارٹی کے نمائندوں پر الزام ایجاد کر سکتے ہیں اور گڑھ سکتے ہیں اور بڑے بڑے سیاسی جلسوں میں نہایت بے باکی کے ساتھ اس کو بیان کرتے ہیں سیاست کی یہ وہ دنیا ہے جہاں سیاست اب فریب اور چار سو بیس کا جامہ پہن چکی ہے۔ لیکن اس سیاسی داؤں پیچ نے اب ہمارے دینی حلقوں کو بھی متاثر کرنا شروع کر دیا ہے کہ وہاں پر بھی جاہ و شہرت کی طلب، لوگوں میں اپنی مقبولیت کو بڑھانے اور حلقہ وسیع کرنے کی نفسانی ہوس نے وہ سب کچھ کرانا شروع کر دیا ہے جو کسی سیاسی پلیٹ فارم پر ہوتا ہے جماعتی عصبیت اور حسد نے وہ سب کچھ کرانا شروع کر دیا ہے جو سیاسی بازیگر کرتے ہیں۔

اس وقت کے موجودہ ماحول میں آج کی اس بے لگام دنیا میں جہاں شراب کباب، ناچ و رنگ اور ہوس رانی کا راج ہے مال و جاہ جیسے دو بڑے بتوں کے پرستار اسلام کی پاکیزہ تعلیمات کے غلبہ کو اپنی رنگ رلیوں کے لیے خطرہ سمجھ کر اس کو مٹانے کے درپے ہیں اور طرح طرح کی سازشیں ہو رہی ہیں، اس خطرۂ عظیم سے غافل ہو کر اگر ہم بھی نفس و شیطان کے شکار ہو جائیں اور اپنی آن اور اپنی جماعت کے فروغ کے لئے وہ سب کرنے لگیں جو سیاست کی دنیا میں ہو رہا ہے تو کل قیامت میں کیا ہوگا جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے آپنے رسول کو مخاطب کر کے فرمایا ہے "فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ بِشَهِیْدٍ وَّجِئْنَا بِکَ عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ شَهِیْدًا" بھلا اس دن کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں احوال بتانے والے کو بلائیں اور تم کو ان لوگوں کا حال بتانے کو گواہ طلب کریں گے۔

انسان جب ذرا بھی غور و فکر سے کام لیتا ہے تو حقیقت سامنے آ جاتی ہے اس لئے کہ دل انسان فیصلہ بالکل ٹھیک دیتا ہے مگر وہ ہٹ دھرمی اور تاویلات سے اس فیصلہ کو ٹال دیتا ہے اسی حقیقت اور کمزوری کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمایا ہے۔

"بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِیْرَۃٌ وَّلَوْ اَلْقٰی مَعَاذِیْرَہٗ"

بلکہ انسان آپ اپنا گواہ ہے اگرچہ عذر و معذرت کرتا رہے۔

"وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ قِیْلًا"

اس وقت ہمارے معاشرہ میں فساد و بگاڑ کا ایک بڑا روگ یہی جھوٹ و بدگمانی بہتان و الزام تراشی بنا ہوا ہے جو عوام الناس کی حدود سے نکل کر اب خواص تک پہنچ کر سامان رسوائی بنتا جا رہا ہے۔

بڑی شدید ضرورت ہے اس وقت دل کی دنیا بدلنے کی اور قلب کو قلب سلیم بنانے کی، قلب سلیم وہی ہے جس میں مقصد سے عشق کی آگ بھڑکتی ہو اور جو آنکھوں میں نمی پیدا کرتا ہو، نگاہ وہی معتبر ہے جو آنسوؤں سے پاک کی گئی ہو، قلب مسلم وہی کہلائے گا جو خدا کے خوف و انابت میں اور خلق خدا کے درد میں شمع کی طرح جلتا رہتا ہو، زبان سے نکلنے والے الفاظ وہی معتبر اور خدا کو پسند ہیں جو دلنواز ہوں اور جن میں خون جگر شامل ہو مگر ہم کہاں جا رہے ہیں سیاسی ماحول کے جراثیم نے ہم کو کس جگہ کھڑا کر دیا ہے؟

گذارش یہ کی جا رہی تھی کہ ماحول کے اثر سے کذب و بہتان تراشی نے ہم پر کس طرح اپنا سایہ ڈال دیا ہے، ۲۵ جون کے شمارے میں سر ورق "مومن کا احترام" کے عنوان سے مولانا دریابادی صاحب کی عبارت شائع ہوئی تھی اس کی آخری سطریں ہم یہاں پھر سے دہرا دیتے ہیں۔

"مومن کا مرتبہ اللہ کی نظر میں کعبۃ اللہ سے بھی بڑھ کر ہے (ابن ماجہ) اللہ کے نزدیک مومن کی زندگی جس قدر قیمتی تھی اسی کے مقابل ہماری نظر میں ہلکی اور بے وقعت ہو گئی ہے۔ اور خدائے ستار نے جتنی فضیلت مومنوں کے عیوب اور کمزوریوں کے چھپانے اور ان پر پردہ ڈالے رکھنے کی بتائی تھی اتنی ہی مسرت ہمیں ایک دوسرے کی پردہ دری کرنے اور ایک دوسرے پر گندگی اچھالنے اور ایک دوسرے کو ذلیل و رسوا کرنے میں ہو رہی ہے۔"

آئیے دعا کریں کہ اس بلا سے نجات ملے ؎

صدقِ احساس کی دولت مرے مولیٰ دے دے
غمِ امروز بھلا دے غمِ فردا دے دے
دھن کچھ ایسی ہو فراموش ہو ہستی اپنی
دلِ دانا دلِ بینا دلِ شنوا دے دے
دلِ بیتاب ملے چشمِ پر آب ملے
غمِ آتش مجھے دیدۂ نم دریا دے دے [لہ]

(ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد)۔

لہ حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ

صبحِ نو

سید محمد ضیاء الحسن رضوی

افق پہ پھیری جو سرخی تھی چھٹ گئی پیارو!
وہ پو پھٹی وہ طلوعِ صبحِ نو ہوئی پیارو!
سلامتی کی اخوت کی، امن و الفت کی
نسیم روح فزا ہر طرف چلی پیارو!

اٹھو! کہ رسمِ محبت کو عام کرنا ہے
دلوں کے جوڑنے کا اہتمام کرنا ہے
کوئی شکار نہ ہو نفرت و تعصب کا
ہر ایک ملک میں یہ انتظام کرنا ہے

دلوں کو اپنے سجاؤ یقینِ محکم سے
ہٹا دو راہ کے روڑوں کو جہدِ پیہم سے
بڑا ہی قیمتی ہے نالۂ سحر گاہی
ہمیشہ لیتے رہو کام دیدۂ نم سے

طریقہ اپنے نبی کا نہ چھوٹنے پائے
جہاں رہو اسے سینے سے رکھو چمٹائے
ہر ایک چیز چلی جائے کچھ نہیں پروا
نبی کا اسوہ کبھی بھی نہ ہاتھ سے جائے

تمہارے ساتھ خدا کی ہے قدرت و نصرت
تمہارے واسطے پیدا ہوئی ہے ہر نعمت
تمہیں ہو فخرِ جہاں روحِ کائنات ہو تم
تمہارے دم ہی سے قائم ہے دین کی سطوت

تمہارے دم سے اجالا ہے بزمِ عالم میں
تمہارے دیدۂ نم کا ہے نور شبنم میں
تمہاری آہِ سحر گہہ نویدِ موسمِ گل
تمہاری ضرب سے ہنگامہ ہے جہنم میں

اٹھو اٹھو! کہ زمانہ ہے کب سے چشم براہ
اٹھو بھی جلد کہ انسانیت رہی ہے کراہ
بھٹک رہا ہے زمانہ تلاشِ منزل میں
بتا دو پیار و محبت میں اس کو سیدھی راہ

گذارش

خط و کتابت نیز منی آرڈر کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ دینا نہ بھولیں۔ خریداری نمبر یاد نہ ہونے کی صورت میں کم سے کم جس نام سے آپ کا رسالہ جاری ہے، اس کی وضاحت ضرور فرمائیں۔

(ادارہ)

زندگی گزارنے کا بہترین دستورِ عمل

حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی — ضبط و ترتیب: مولانا محمد عبداللہ معین

برادر محترم جناب طلعت محمود صاحب ندوی نے اپنے ایک خط میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب سے کچھ نصیحت کے کلمات ریکارڈ کرانے کی فرمائش کی حضرت مدظلہم نے "الدین النصیحۃ" کو سامنے رکھتے ہوئے صرف دس منٹ میں ایسی بہترین نصیحت ریکارڈ کرا دی۔ جو ہم سب کے لئے بہترین سرمایہ ہے اور زندگی گزارنے کا بہترین دستور عمل ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور برادرم طلعت محمود صاحب جو اس نصیحت کی ہم سب تک پہنچانے کا ذریعہ بنے اللہ تعالیٰ ان کو اجر جزیل عطا فرمائیں۔ آمین — مولانا محمد تقی عثمانی —

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین وخاتم النبیین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد!

ایک ایسے عزیز بھائی اور دوست کیلئے یہ پیغام ریکارڈ کرا رہا ہوں جو یہاں سے بہت دور ہیں جن کو دیکھ کر بات چیت کرنی مشکل ہے۔

اصل میں ہماری کتاب "دستور حیات" کو مطالعہ میں رکھنا چاہیے اس میں زندگی کا دستور العمل اور طریق کار آ گیا ہے، لیکن خصوصیت کی بنا پر اور پھر ان کی طلب اور خواہش پر چند متفرق باتیں ریکارڈ کرا رہا ہوں۔

پہلی بات یہ ہے کہ فرائض کی پابندی کی جائے، نمازیں اپنے وقت پر پڑھی جائیں اور بڑے اہتمام، بلکہ احترام کے ساتھ پڑھی جائیں۔ اللہ کی نعمت سمجھتے ہوئے ان کو ادا کیا جائے اور جہاں تک ہو سکے سنتوں کے مطابق ہو، صرف عبادات ہی میں نہیں، بلکہ عادات میں بھی ایمان و احتساب کی نیت ہونی چاہئے۔ اللہ کے وعدوں پر یقین اور اس کے اوپر اجر و ثواب کے لالچ اور شوق میں عبادت کریں اس سے عمل کہیں سے کہیں پہنچ جاتا ہے۔ زمین سے اٹھ کر آسمان تک پہنچ جاتا ہے جو کام ہم اس نیت کے بغیر کرتے ہیں وہ بالکل روزمرہ کی عام عادتوں کی طرح ہوتے ہیں۔ لیکن جب "ایمان و احتساب" کی نیت شامل ہو جاتی ہے۔ یعنی یہ استحضار اور ذہن میں یہ بات تازہ ہو جاتی ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کے کیا کیا وعدے ہیں اور اس پر اس نے کتنا ثواب مقرر کر رکھا ہے تو وہی عادت عبادت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ صرف روزہ ہی کو لیجئے۔ کوئی بھی شخص روزہ شوقیہ یا تفریحاً یا عادۃً نہیں رکھتا اس لئے کہ اس میں کھانا پینا چھوڑنا ہوتا ہے۔ بھوک تکلیف گوارہ کرنی پڑتی ہے بہت سی احتیاطیں برتنی پڑتی ہیں لیکن اگر یہی روزہ ماحول کے دباؤ سے یا لوگوں کی تعریف کے خیال سے یا عادۃً محض اس لئے کہ ہر مرتبہ رمضان میں روزہ رکھتے ہی ہیں اب کے روزے کیوں چھوڑے جائیں تو ایسے روزے میں وہ اجر و ثواب نہیں ہے جس کا حدیث شریف میں وعدہ آیا ہے کہ:

من صام رمضان ایماناً و احتساباً غفر لہ ما تقدم من ذنبہ۔

جو شخص رمضان کے روزے رکھے گا اللہ کے وعدوں پر یقین جماتے ہوئے اور اس کے اجر و ثواب کی لالچ میں تو اس کے سب پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ معلوم ہوا کہ روزہ جیسا مجاہدہ اور پر مشقت چیز بھی آدمی "عادۃً" کر سکتا ہے اور اس سے غفلت ہو سکتی ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کے کیا وعدے ہیں خلاً یہ وعدہ کہ ہر چیز کا بدلہ ایک نیکی سے لے کر دس نیکیوں تک دیا جائے گا بلکہ سات سو نیکیوں تک بھی دیا جائے گا۔ سوائے روزے کے وہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا تو معلوم ہوا کہ روزہ بھی اس طرح ہو سکتا ہے کہ آدمی کو نہ تو اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین ہو اور نہ اس کے اجر و ثواب کا لالچ اور شوق ہو، بلکہ عادۃً یا ماحول کے اثر سے رکھے یا اس ڈر سے رکھے کہ لوگ کیا کہیں گے کہ یہ آدمی روزہ خور ہے۔ اسے شرم نہیں آتی۔ تو اگر روزہ بغیر کسی نیت کے ہو اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا استحضار نہ ہو۔ اور اس کے اجر و ثواب کی طمع اور لالچ نہ ہو پھر اس پر کوئی اجر و ثواب نہیں۔

مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ لکھنؤ ریڈیو اسٹیشن سے ہماری ایک تقریر جو ہم نے ریکارڈ کرائی تھی وہ سنائی جا رہی تھی اور اتفاق سے اس وقت ہم کوئٹہ میں تھے۔ یہ تقسیم سے پہلے یعنی ۱۹۴۶ء کا ذکر ہے۔ وہاں کے ایک بڑے ملٹری آفیسر نے جو مسلمان تھے انھوں نے افطار کی دعوت کی وہ بریلی کے رہنے والے تھے۔ ہم گئے تو وہ ہماری تقریر سن کر آئے تھے ہم تو نہیں سن سکے تھے تو انھوں نے کہا کہ آج ہم نے آپ کی تقریر سنی۔ بڑی کام کی باتیں ہیں آپ نے سب باتوں کا ذکر کیا ایک بات کا ذکر نہیں کیا کہ روزہ کھولتے وقت جو مزہ آتا ہے اس کا آپ نے ذکر نہیں کیا۔ میں تو روزہ رکھتا ہی اس لئے ہوں جو مزہ افطار کے وقت آتا ہے۔ وہ مزہ کسی دعوت میں کسی بڑے سے بڑے کھانے میں بھی نہیں آتا بعد میں معلوم ہوا کہ وہ اتھیسٹ ہیں ایمان ان کو حاصل نہیں ہے بلکہ وہ پیدائشی مسلمان ہیں اور عقیدہ بھی ان کو بھی حاصل نہیں ہے لیکن روزہ بڑے اہتمام سے رکھتے تھے اس لئے کہ روزہ کھولنے میں مزہ آتا ہے۔

اس طریقے سے مسجد جاتے وقت خیال کرے کہ مسجد میں جانے کا کیا ثواب ہے؟ اس کی مسنون دعا بھی پڑھے۔ اور مسجد میں دایاں قدم رکھے اور اس وقت یہ خیال کرے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے اور سنت ہے اور پھر اس کے بعد وہاں بھی جو تھوڑا سا وقت ملے وہ ادب اور احترام کے ساتھ گذارے اور ذکر و تلاوت میں گزارے۔ اسی طریقے سے صبح و شام کی دعائیں۔ اور جو آداب ہیں کھانے پینے کے، بلکہ ملنے جلنے میں بھی کپڑے پہننے میں بھی اور اپنے معمولات میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی نیت رکھے۔

اس پر یاد آیا کہ ایک مرتبہ حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ نے فرمایا: اس وقت ان کی عمر تیس سال سے متجاوز ہو چکی تھی اور کل عمر ہی ان کی ۴۶ سال ہوئی۔ تو فرمایا کہ جب سے شعور آیا ہے اور جب سے سمجھ آئی ہے اس وقت سے لے کر اب تک کوئی کام چاہے وہ امور طبعیہ میں سے بھی ہو مثلاً ہنسنا، بولنا، کھانا، پینا، لوگوں سے ملنا، کپڑے پہننا، رات کو سونا، دن کو آرام کرنا۔ کوئی کام بھی ایسا نہیں کیا جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی نیت نہ ہو۔ کتنی بڑی بات ہے کہ آدمی امور طبعیہ میں بھی جن کو آدمی دن رات میں پچاس مرتبہ کرتا ہے اور بعض مرتبہ تو خیال بھی نہیں ہوتا۔ بالکل عام طور پر غفلت میں سب کام ہوتے ہیں بعض اوقات کسی کے ڈر سے یا کسی کی لالچ میں۔ یا آداب محفل کے طور پر یا طبعی امور کے طور پر کرتے ہیں۔ یہاں تک وضو بھی بہت سے لوگ ایسے کرتے ہیں جیسے آٹومیٹک طریقے پر مشینی وضو ہوتا ہے اور آجکل ہر مسجد میں ٹونٹیاں لگی ہیں۔ ٹونٹی کھولی ان میں سے پانی آ رہا ہے اور اعضاء اس طرح دھل رہے ہیں جیسا کہ مشین میں کوئی چیز آدمی ڈال دے اور دھلی دھلائی چیز باہر آ جائے تو بہت سے لوگ اس طرح وضو کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو معاف کرے اور ہمیں بھی معاف کرے کہ وضو تو ہو جاتا ہے کوئی فتویٰ نہیں دے گا کہ وضو نہیں ہوا۔ لیکن وضو کا جو ثواب ہے اور وضو سے جو روحانی ترقی ہوتی ہے وہ حاصل نہیں ہوگی اس لئے کہ اس وقت اس کا استحضار نہیں ہوتا کہ وضو پر کیا ثواب ملتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس وقت آدمی ہاتھ دھوتا ہے۔ تو پانی کے آخری قطرے کے ساتھ وہ سب گناہ یا بے احتیاطیاں جو ان اعضاء سے تعلق رکھتی ہیں پانی کے ساتھ دھل جاتی ہیں۔

جب منہ پر پانی ڈالتا ہے تو اس وقت آنکھ کان سے جو تقصیریں اور کوتاہیاں ہوئی ہیں وہ سب معاف ہو جاتی ہیں اور اسی طرح اور اعضاء کا بھی یہی حال ہے تو ایک وضو سے انسان اتنی بڑی کمائی کر سکتا ہے اور اتنی بڑی روحانی ترقی کر سکتا ہے۔ جو بلا نیت کے کسی بڑے سے بڑے مشکل کام سے بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ بس یہ خیال کی بات ہے اور دھیان کی بات ہے کہ اس چیز کے بارے میں پہلے تو جاننا مفید ہوگا کہ اس پر کیا اجر و ثواب ہے؟ کیا وعدے ہیں اور اس کے بعد اس کو تازہ کر لینا اس کو حاضر

کرلینا کہ یہ جو میں کام کر رہا ہوں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ ثواب ملے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے اتنا خوش ہوتا ہے اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور میں سنت کے مطابق ادا کر رہا ہوں۔

ایسے ہی اعزہ کے حقوق ادا کرنا، دوسروں کے ساتھ معاملات کرنا، تجارت ہے، دوکان داری ہے اور جو ضروریات زندگی ہیں وہ ادا تو کی جاتی ہیں اور ان کی تکمیل تو کی جاتی ہے ان سے تو چارہ نہیں لیکن کسی دھیان کے بغیر ہوتا ہے۔ کون سا دھیان؟ اس کا دھیان ہوتا ہے کہ اس کو اچھے طریقے سے انجام دیں۔ لیکن اس کا دھیان نہیں ہوتا کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا ملتا ہے۔ کیا اجر و ثواب ہے اور اس سے ہم کیا کما سکتے ہیں۔ کھانے کو ہی لیجئے۔ کھانے پر بیٹھ گئے بسم اللہ بھی کہہ لی۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ لوگ بغیر بسم اللہ کے کھاتے ہیں، لیکن اس کے آگے کچھ نہیں اوّل سے آخر تک غفلت کے ساتھ جب کھانا کھانا ہی ہے اور کھانا کھائے بغیر تو زندہ نہیں رہ سکتے لیکن یہ خیال نہیں لاتے کہ کھانا کھائیں گے تو اس سے طاقت آئے گی اور طاقت آئے گی تو اچھی طرح نماز پڑھیں گے۔ اور حقوق العباد ادا کریں گے اور زندگی کے فرائض اللہ اور اللہ کے رسول کی ہدایت اور حکم کے مطابق ادا کریں گے اور یہ قوت اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں کام آئے گی تو اس کھانا کھانے پر اجر و ثواب مرتب ہو جائے گا۔ اسی طریقے سے اور چیزوں کو قیاس کر لیجئے۔ والدین کی خدمت ہے یہاں تک کہ اپنے گھر میں اہل خانہ کے ساتھ بات اور موانست اور خوشی حاصل کرنا۔ ان سب کی نیت کو تازہ کر لے۔ اور یہ مشق کرے کہ ہر کام نیت کے ساتھ ہو تو بات کہیں سے کہیں پہنچ جائے گی یوں سمجھ لیجئے کہ تحت الثریٰ سے ثریا تک پہنچ جائے گی۔ زمین سے اٹھ کر آسمان پر پہنچ جائے گی۔ اس لئے کسی عمل میں بلندی اور قیمت اللہ تعالیٰ کی نسبت سے پیدا ہوتی ہے اور دین کی نسبت سے پیدا ہوتی ہے ورنہ کافر اور مومن سب ایک ہی طرح کام کرتے ہیں وہ بھی زراعت کرتے ہیں وہ بھی تجارت کرتے ہیں محنت مزدوری کرتے ہیں اور بعض اوقات دوسروں کی خدمت بھی کرتے ہیں اور بڑی محنت کے کام کرتے ہیں اور بڑی رقم بھی خرچ کرتے ہیں مگر بغیر کسی نیت کے اور بغیر کسی اجر و ثواب کی امید میں۔ بھائی یہ ایک اصول کے طور پر عرض کیا جا رہا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توفیق دے اور سننے والوں کو بھی توفیق دے۔

ہر کام اللہ کے اجر و ثواب کی نیت کے ساتھ اور ذہن کو حاضر کر کے کرنا چاہئے اور ہو سکے تو اس پر قرآن و حدیث میں جو کچھ آیا ہے۔ اس کو تازہ کر کے وہ کام کیا جائے تو اس سے ولایت کا درجہ تک حاصل ہو سکتا ہے۔

بس میں اس وقت تو اس پر اکتفا کرتا ہوں وقت کم ہے خدا کرے کہ اس سے کہنے والے کو بھی نفع ہو اور سننے والے کو بھی نفع ہو۔

(بشکریہ البلاغ کراچی۔)

بقیہ: اقبال کا مرد کامل

جس کی داخلی موسیقی کی مثال صرف ٹیگور کی گیتاں جلی میں ملے گی۔

اے خوابیدہ کلی تو اس نرگس بیدار کی طرح آنکھ کھول جسے کبھی نیند نہیں آتی۔ آفتاب نے پھر از سر نو رختِ سفر باندھا اور ظلمات کے سمندر میں صبح روشن کے بتوار حرکت میں آ گئے۔ کاروانوں نے وادی و صحرا میں اپنے اسباب اٹھا لیے اور کوچ کا نقارہ بج گیا۔ اے چشم بیدار جو انسانیت کی نگراں اور کمزوروں کی پاسبان تھی ابھی تک سو رہی ہے اور ذرا بھی نہیں دیکھتی کہ حالات اور حوادث میں کیا انقلاب آگیا۔ تیرا سمندر صحرا کی طرح ساکن ہو گیا ہے۔ اس میں کوئی مد و جزر نہیں۔ اس کی موجوں میں کوئی تلاطم نہیں۔ یہ کیا سمندر ہے جس میں کوئی بلند موج نہیں۔

مجھے عرض کرنا ہے کہ اقبال جن کو سوتا دیکھ رہے ہیں ان کا وجود ماضی میں تھا، یہ تخیلی پیکر ماضی کا ہے۔ یقیناً بڑے فاتحین سلطنتوں کی بنیاد رکھنے والے اور بہترین حکومت کرنے والے فرمانروا اقبال کے مرد کامل نہ تھے۔ وہ تو چیزے دیگر کے طالب ہیں۔

اقبال کو نطشے کے سپرمین میں کوئی دلچسپی نہیں۔ بو علی معری کی طرح ان کا فلسفہ یہ نہ تھا کہ کمزور کو جینے کا حق نہیں مگر یہ بھی طے ہے کہ ان کا مرد کامل کمزور نہیں ہو سکتا۔

یہ واقعہ ہے کہ اقبال ماضی کے شاعر ہیں۔ حال سے وہ بے حد برگشتہ ہیں اور مستقبل کے لئے نیک خواہشات

تاریخ کو بدلنے کا کام خطرناک ہے

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کا انتباہ

حسین امین

ممتاز عالم دین اور دینی تعلیمی کونسل یوپی کے صدر مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ نے تاریخ کو بدلنے کے کام کو خطرناک قرار دیتے ہوئے اندیشہ ظاہر کیا ہے کہ اگر یہ سلسلہ شروع ہو گیا تو ہر طرف سے تاریخ میں تبدیلی کا مطالبہ کیا جائے گا اور نتیجہ ٹکراؤ کی صورت میں نکلے گا۔

حضرت مولانا مدظلہ سے رائے بریلی میں ان کی قیام گاہ دائرہ شاہ علم اللہ میں قومی آواز کے نمائندے نے ایک خصوصی ملاقات کے دوران یوپی میں نصابی کتابوں سے کچھ اسباق ہٹانے اور تاریخ کی کتاب میں نئے اسباق شامل کیے جانے پر ردعمل جاننا چاہا تھا۔

ریاستی حکومت کی نئی تعلیمی پالیسی نے مولانا کے ذہن کو اتنا متاثر کیا ہے کہ اس کے سلسلے میں وہ دینی تعلیمی کونسل کے ذمہ داروں اور ماہرین تعلیم سے صلاح و مشورے میں سارا وقت صرف کر رہے ہیں وہ دینی تعلیمی کونسل کے کچھ عہدیداروں سے جن میں ریاض الدین صاحب شامل تھے صلاح و مشورہ کرنے جا رہے تھے۔ مولانا علی میاں نے اپنے بیحد قیمتی وقت کا تھوڑا حصہ اس نمائندے کو دیا، انھوں نے سوالوں کے جواب میں کہا کہ دینی تعلیمی کونسل صورت حال کا جائزہ لے رہی ہے اور اس سلسلے میں وہ لکھنؤ پہنچنے پر کونسل سے تعلق رکھنے والوں سے صلاح و مشورہ کر کے ماہرین تعلیم کا ایک جلسہ بلا کر لائحۂ عمل طے کریں گے۔ ان میں اڑیسہ کے سابق گورنر اور ممتاز دانشور اور تاریخ داں مسٹر بشمبھر ناتھ پانڈے سمیت ملک کے ممتاز ماہرین شامل ہوں گے۔

حضرت مولانا مدظلہ نے کہا کہ "تاریخ کو بدلنے کا کام انگریزوں نے شروع کیا تھا۔ اب اگر "آپ" نے آج وہی کام کیا تو کل کوئی دوسرا اقتدار میں آئے گا اور وہ بھی یہی کرے گا۔ اگر یہ ہوا تو تاریخ پر سے بھروسہ ہی اٹھ جائے گا۔"

حضرت مولانا نے کہا کہ اس طرح سے سیاسی مقاصد کے لئے تاریخ کو بدلا گیا تو ایک خلا پیدا ہو جائے گا۔

پاکستان کا معاملہ

مولانا مدظلہ نے اس سوال پر کہ، پاکستان کی قومی اسمبلی نے بابری مسجد کے بارے میں جو رزولیوشن منظور کیا ہے اس کے بارے میں ان کا کیا ردعمل ہے فرمایا کہ "ہندوستان کو احتیاط سے کام لینا چاہیئے کہ دنیا کے کسی ملک کو بولنے کا موقع ملے۔ اور بالخصوص مسلم ممالک میں ایجی ٹیشن پیدا ہو اور وہ احتجاج کریں۔

حضرت مولانا نے کہا کہ مسلمان ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں، ساری دنیا میں ان کا آنا جانا لگا رہتا ہے۔ ساری دنیا کے لوگ یہاں آتے ہیں۔ اس لئے ہمیں خود بھی احتیاط کرنا چاہیئے۔

حضرت مولانا نے کہا کہ ہندوستان کی ساری دنیا میں سیکولرازم، عدم تشدد اور جمہوریت کی خوشنما تصویر رہی ہے جو گاندھی جی کی دین تھی۔ لیکن اب اس میں کمی آ رہی ہے۔ انھوں نے کہا اب جو پارٹیاں اقتدار میں آ رہی ہیں خاص طور سے ریاستوں میں بالخصوص بی جے پی کے تحت ریاستوں میں وہ جو تصویر پیش کر رہی ہیں وہ اس تصویر کے برخلاف ہے جس کی وجہ سے ہندوستان کی ساکھ پر اثر پڑ رہا ہے۔ باہری ملکوں اور خصوصاً مسلم ممالک میں ہندوستان کی عزت ان ہی تین باتوں کی وجہ سے رہی ہے ان میں کمزوری آئی تو قدر گرے گی۔

یہ ہیں کہ ماضی لوٹ آئے۔ اسی ماضی میں انھوں نے اپنی ملت کے زخموں کو دیکھا تھا۔

آخر میں مجھے عرض کرنا ہے کہ یہ مضمون علمی نہیں اور اصطلاحوں سے گرانبار نہیں اس میں برگساں، ابن خلدون، ابن عربی، فلسفہ خودی۔ فلسفہ بے خودی وغیرہ کا ذکر نہیں۔ اس کا تعلق صرف اقبال کے نرم و نازک اور رومانٹک بیان سے ہے جس کا جذبہ حضرت مولانا کی کتاب پڑھنے سے پیدا ہوا۔

متمدن انسان غیر متمدن انسانیت

مولانا واضح رشید ندوی ایڈیٹر "الرائد" ندوۃ العلماء لکھنؤ

ترجمہ: محمد اسلم عبد اللطیف

عصر حاضر میں انسانی آزادی کا نعرہ یورپی ممالک سے بڑی قوت و شدت کے ساتھ بلند کیا گیا۔ شخصی آزادی اور شہریت کے مساویانہ حقوق کے سلسلہ میں متعدد عالمی معاہدے بھی ہوئے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اکثر ممالک میں قومیت، ثقافت، دین اور سیاسی و اقتصادی فکر کی بنیاد پر تفریق و امتیاز کا سلسلہ اب بھی جاری ہے بلکہ اس میں شدت پیدا ہو گئی ہے۔ آزادی سلب کرنے کے لئے سخت ترین ذرائع استعمال کئے جاتے ہیں اور حکمراں طبقہ کے نظریہ اور سیاست سے اختلاف کرنے والوں کو اذیت ناک تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس سے کوئی ملک مستثنیٰ نہیں۔

موجودہ دور میں انسان کی نظریاتی، فکری اور قانونی پیش رفت کے متعلق جو بھی کہا جائے لیکن حقیقت میں انسان عہدِ ماضی کی طرح اب بھی دباؤ اور گھٹن کے ماحول میں زندگی گزار رہا ہے، اگر کوئی روئے زمین پر کسی ایسے حصہ کو تلاش کرے جہاں وہ مکمل آزادی کے ساتھ عزت و شرف کی زندگی گزار سکے اس پر کسی کا دباؤ نہ ہو اسے کسی جبر و تشدد کا سامنا نہ کرنا پڑے اور اسے اظہار خیال کی آزادی ہو تو اس کو ایک شاعرانہ تصور کے علاوہ کچھ نہیں کہا جا سکتا جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں، اس وقت دنیا کے مختلف ممالک کے ہزاروں بلکہ لاکھوں شہری اسی آزادی کی تلاش میں دوسرے ملکوں میں زندگی گزار رہے ہیں جو اپنے ملک کے حکام کے نظریہ سے اختلاف کرنے کی وجہ سے قید اور طرح طرح کے عذاب سے بچنے کے لئے ملک چھوڑنے پر مجبور ہوئے

اس دور میں انسان کی آزادی اور مساوات کی آواز لگانے والی تنظیموں کے باوجود ایسے ظلم و استبداد اور جبر و قہر کا سامنا کر رہا ہے جو گذشتہ زمانہ میں کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ سیاسی جبر و قہر کی عمومیت کی وجہ سے اس دور میں ایسی تنظیمیں وجود میں آ گئی ہیں جو ذہن سازی یا جبر و قہر کا کام انجام دیتی ہیں اور وہ سخت ترین عذاب اور عبرتناک سزا دینے کی ٹریننگ دیتی ہیں یہی نہیں بلکہ انسانوں کو عذاب دینے کیلئے متعدد آلات اور مشینیں ایجاد کر لی گئی ہیں جن کا استعمال اصلی مجرموں، قاتلوں اور رہزنوں کی سزا کیلئے نہیں ہوتا بلکہ مخالف سیاسی قائدین مفکرین، علماء، سن رسیدہ لوگوں حتی کہ کبھی کی سزا کیلئے ہوتا ہے اسی طرح چھوٹے بچوں کے ذہنوں کو بدلنے اور ان کو اپنے ماحول اور سماج سے باغی بنانے کیلئے بھی یہ وسائل استعمال کئے جاتے ہیں۔

اس زمانہ میں انسانی اخلاق و سلوک میں رسوا کن حد تک انحطاط آگیا ہے زمانۂ جاہلیت میں عرب کے کسی حکمراں نے کچھ لوگوں کو زندہ جلا دیا تھا، اس کی وجہ سے ہمیشہ کیلئے اس کے نام کے ساتھ "محرِّق" یعنی جلانے والے کے لقب کا اضافہ ہو گیا، کہا جاتا ہے کہ عرب کی پوری تاریخ میں (باختلاف روایات) دو ایسے حکمراں گزرے ہیں جنھوں نے زندہ جلا دینے کی سزائیں دیں، لیکن اب زندوں کا جلایا جانا کوئی اچنبھے کی بات نہیں رہ گئی یہ اب معمول سا بن گیا ہے جسے قابل اعتنا بھی نہیں سمجھا جاتا۔ آج انسان آئے دن اخبارات میں پڑھتا رہتا ہے کہ "فلاں گروہ کے اتنے لوگ جلا دیئے گئے ان میں عورتیں اور بچے بھی تھے"۔ لیکن اس خبر سے کسی میں حرکت پیدا نہیں ہوتی جبکہ یہ واقعات کسی غیر معروف یا دور دراز علاقوں میں نہیں بلکہ ایسے مشہور اور ترقی یافتہ شہروں میں پیش آتے ہیں جن سے ہر شخص واقف ہوتا ہے، گذشتہ زمانے میں اگر کوئی کسی کو گالی دیتا یا کسی کے متعلق نامناسب کلمات کہہ دیتا تو وہ "زبان دراز، بدکلام، فحش گو یا ہجوگو" جیسے القاب سے مشہور ہو جاتا تھا لیکن اس زمانے میں انفرادی طور پر ہی نہیں اجتماعی طور پر گالی دینے اور فحش کلامی کی غرض سے باقاعدہ جلوس نکالے جاتے ہیں، انھیں مکمل آزادی حاصل ہوتی ہے اور اس کو "شخصی آزادی" اور "اظہار خیال کی آزادی" تصور کیا جاتا ہے اور ایسی کتابیں لکھی جاتی ہیں جن میں محترم شخصیتوں اور تاریخی شہرت رکھنے والوں کو مطعون کیا جاتا ہے، مذہبی شخصیتیں بھی اس سے محفوظ نہیں۔

پہلے شجاعت و بہادری اس کا نام تھا کہ کوئی اپنے سے قوی تر اور مسلح شخص سے مقابلہ کرے تنہا اور نہتے شخص پر حملہ کرنا بزدلی سمجھا جاتا تھا لیکن انقلاب زمانہ کی ستم ظریفی دیکھئے! بے خبری میں اچانک حملہ کرنے کیلئے مختلف طریقے اپنائے جاتے ہیں اور اسی کو دانشمندی، ذہانت اور ہوشیاری سے تعبیر کیا جاتا ہے، لہٰذا سوتوں پر، سواروں پر، عورتوں اور بچوں پر، مسافروں پر، جلسوں میں شرکت کرنے والوں پر اور عبادت گاہوں میں عبادت میں مشغول لوگوں پر ظلم کیا جاتا ہے اور ظالم اپنی اس شنیع حرکت پر پشیماں ہونے کے بجائے فخر کرتا ہے، ؎

خرد کا نام جنوں پڑ گیا جنوں کا خرد

یہ سچ ہے کہ انسان اپنے کلام، لباس، گھر کے ساز و سامان، شاندار دفتر اور سواری کی بہترین شکلوں کے انتخاب میں مہذب ہو گیا اور ترقی کر گیا ہے لیکن اسی کے ساتھ اپنے اخلاق و سلوک اور انسانی قدروں کو اس نے قربان کر دیا ہے، اب چاہے جتنی کوششیں صرف کی جائیں جتنی ہی تقریریں ہوں، کتنی ہی کانفرنسیں منعقد ہوں برسوں معاہدے کئے جائیں اور قوانین وضع کئے جائیں۔ سب بے سود، اس لئے کہ بہتر سے بہتر معاہدے کئے جا چکے ہیں لیکن وہ صرف زینت قرطاس ہیں، انسان ادنیٰ سے ادنیٰ اور پست سے پست معیار پر اترتا ہی جا رہا ہے۔

پسماندہ ممالک کی بات ہی نہیں ترقی یافتہ یورپی ممالک میں زندگی غیر محفوظ ہو کر رہ گئی ہے۔ حتیٰ کہ امریکہ میں بھی ہر شخص ہر گھڑی اور ہر آن، اپنی جان کا خطرہ محسوس کرتا ہے۔ قتل کی وارداتیں ہوتی رہتی ہیں، انفرادی و اجتماعی مظالم شباب پر ہیں، تجارتی منڈیوں میں ڈاکہ زنی عام ہے اور ان جرائم کا تناسب گھٹنے کے بجائے بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ بعض مفکرین نے اس شقاوت و بدبختی کی اصلی وجہ نفسیاتی دباؤ کو تصور کیا اور یہ تجویز پیش کی کہ "انسانوں پر سے ہر قسم کی بندشیں اور قیود اٹھا لئے جائیں اور انھیں نفسیاتی دباؤ سے مکمل آزادی مل جائے" کہ شاید یہی نسخہ کارآمد ثابت ہو، لیکن ان قیود کے ہٹنے سے نفسیاتی دباؤ میں اور اضافہ ہو گیا، ان ترقی یافتہ ممالک میں خودکشی کا تناسب آسمان کو چھو رہا ہے یورپی سوسائٹی میں نفسیاتی دباؤ کے احساس کی وجہ سے نیند کی گولیاں اور بے ہوش کر دینے والی دواؤں کا استعمال عام ہے اور جرائم کے تناسب میں اضافہ سے تمام ذمہ داران و مفکرین پریشان ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ آج انسانوں نے بہت سی بیماریوں پر قابو پا لیا ہے لیکن اس کی خودسر سیاست، دوسروں پر غلبہ کی ہوس، اور اس کی بے راہ روی نے نئی نئی لاعلاج بیماریاں پیدا کر دی ہیں جن کے سمجھنے اور جن پر قابو پانے سے اطباء بھی عاجز نظر آتے ہیں۔

جرم کے پہچاننے، سچ اور جھوٹ میں تمیز کرنے اور دل کی دھڑکنوں کا پتہ لگانے کیلئے مشینیں تو ایجاد کر لی گئیں لیکن انسان اپنی فراست، ذہانت اور عقلمندی کھو بیٹھا اور اپنی فطری صلاحیتوں اور خصوصیتوں سے محروم ہوتا جا رہا ہے۔

عہدِ ماضی میں علم کا تناسب بہت کم تھا اس لئے سمجھا یہ جاتا تھا کہ جہالت و نادانی کے سبب انسان پر حادثات آتے ہیں لیکن جوں جوں علم بڑھتا جا رہا ہے انسان کی شقاوت و بدبختی کی نئی نئی شکلیں پیدا ہوتی جا رہی ہیں اور علم کے اضافے نے ہی دشوار ترین پیچیدہ مسائل پیدا کر دیئے ہیں، اب تعلیم یافتہ طبقہ سے ہی انسان اور اس کی زندگی کو خطرہ لاحق ہے اس لئے کہ جن کے ہاتھوں میں علم کا پرچم ہے اور جو سیاہ و سپید کے مالک بنے ہوئے ہیں وہی لوگ "زمین میں فساد مچاتے پھرتے ہیں" روئے زمین کی عمارتوں کو تباہ و برباد کرنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں اور تخریب کے نئے میدان تلاش کرتے رہتے ہیں۔ ؎

یہ عالم تو اک عجب رو بہ زوال ہے
بے راہ روی اس کی تباہی کا اشارہ ہے

آج کی زندگی کا جائزہ لینے سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ دنیا کے مختلف حصوں میں انسان کی اکثر دشواریاں حکومت، قیادت اور علم کے دعویداروں کی نااہلی اور ان لوگوں کے غلط اقدامات سے پیدا ہوتی ہیں جو مادی وسائل کے مالک بن کر عیش کر رہے ہیں جبکہ فقراء، مساکین اور وہ لوگ

(باقی ص۱۲ پر)

"رفتید ولے نہ از دل ما"

مولانا عبداللہ عباس ندوی

یہ مضمون رمضان المبارک میں لکھا گیا تھا لیکن سوئے اتفاق کہ دفتر تعمیر حیات کو بروقت نہ مل سکا لہٰذا تاخیر ہی سے سہی ہم اس کے شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

مولانا محمد مسعود شمیم (ناظم مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ) نے سفر آخرت اس طرح اچانک اختیار کیا جیسے بھری مجلس سے کوئی خاموشی سے نکل جائے اور آس پاس کے لوگ آہٹ بھی محسوس نہ کر سکیں، ان کا وقت موعود ۲۹ فروری اور پہلی مارچ ۱۹۹۲ء کی درمیانی شب کو پیش آیا، ہجری تاریخ۔ عربی تقویم کے لحاظ سے۔ شب ۲۷ شعبان ۱۴۱۲ھ تھی۔ اس سے ٹھیک دو ہفتہ پہلے راقم عاجز مولانا کو مکہ مکرمہ میں خدا حافظ کہہ کر آیا تھا۔

کچھ علمی و تحریری کام بھی تھے، جس کی انجام دہی کے لئے انھوں نے خاص طور پر غریب خانہ آکر دعدے لئے، ہندوستان لے جانے کیلئے چند خطوط دیئے، خیال تھا کہ اگر میں بشرط زندگی واپس آیا تو حسب معمول مولانا کی چہکتی ہوئی آواز پھر فون پر سنوں گا خوش آمدید عربی کے الفاظ میں اور پر خلوص لہجے میں سننے کے کان عادی ہیں، وہ دلنواز آواز پھر سنائی دے گی، مگر کیا معلوم تھا کہ یہ آواز ہمیشہ کیلئے خاموش ہو جائے گی۔ مولانا شمیم صاحب کے حادثۂ وفات کی اطلاع ہمیں پٹنہ میں ملی، وہاں مسلم پرسنل لاء کے زیر اہتمام مخدوم و مربی حضرت مولانا سید ابوالحسن علی الحسنی مدظلہٗ کی صدارت میں ایک کانفرنس تھی، اس میں شرکت کیلئے دارالعلوم ندوۃ العلماء کے استاذ مولانا برہان الدین صاحب بھی وہیں تشریف فرما تھے۔ اتفاق ہی کی بات ہے کہ ایک ضرورت سے مجھے مکہ مکرمہ فون کرنا پڑا۔ جہاں سے یہ غمناک خبر ملی۔ اس حادثہ کا ہم سب پر کیا اثر پڑا۔ اس کو بیان کرنے کیلئے ایک پرانی بات یاد آگئی، اسی صوبہ بہار کی امارت شرعیہ کے مؤسس اور اولین نائب امیر شریعت مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ کا انتقال ہوا تو حضرت سید صاحبؒ علیہ الرحمۃ (مولانا سید سلیمان ندوی) نے اپنے تعزیتی نوٹ میں کچھ اس طرح کے جملے لکھے تھے: (یاد رفتگاں میں صحیح عبارت ملے گی۔ مکہ مکرمہ میں میرے پاس نہیں ہے)۔

"بعض موتیں ایسی ہوتی ہیں کہ خبر سن کر آنسو بہتے نہیں، سوکھ جاتے ہیں، زبان بند ہو جاتی ہے، دل کی حرکت بڑھنے کے بجائے گھٹنے لگتی ہے۔"

مولانا محمد مسعود شمیم (کچھ عرصہ گزر جانے کے بعد ان کے نام کے ساتھ مرحوم یا علیہ الرحمہ لکھنے پر قلم راضی ہو جائے گا) سے برصغیر ہند و پاک کے ہزاروں اہل علم واقف ہیں، حج و عمرہ کو جانے والے مشاہیر و اعیان سے لے کر عوام و مساکین تک سب ہی ان کے اخلاق و مدارات کے گرویدہ تھے۔ ان میں جو زندہ ہیں وہ آج ان کے لئے دعائے مغفرت کر رہے ہیں۔ مولانا ایک مشہور و معروف علمی و دینی روایات کے حامل خاندان کے ذی علم فرد تھے، انھوں نے بزرگوں کی آنکھیں دیکھی تھیں، ان کے صحبت یافتہ بلکہ ان کی شفقتوں کے سایہ میں پلے تھے۔ خاندانی وضعداری، رکھ رکھاؤ، بڑے علمی گھرانوں کے آداب وہ اپنے بچپن ہی سے دیکھتے رہے اور اسی ماحول میں پرورش پائی تھی اس لئے یہ باتیں ان کی طبیعت کا جزو بن گئی تھیں انزلوا الناس علی قدر منازلھم (لوگوں سے ان کی حیثیتوں کے مطابق معاملہ کرو) پر صرف عمل پیرا نہیں تھے بلکہ اس کی باریکیوں کا لحاظ رکھتے تھے، حج کے زمانہ میں جب آنے والوں کا تانتا بندھا رہتا تو کھانسی نزلہ میں مبتلا رہتے تھے اور متنوع قسم کے مطالبات اور سوالات میں الجھے ہوئے ہوتے اس وقت بھی ان لوازمات کو وہ فراموش نہیں کرتے تھے، پیشانی پر بل آنا تو دور کی بات تھی۔

مولانا شمیم صاحب کی پیدائش ۱۳۴۹ھ کی ہے، ابتدائی تعلیم اپنے جد امجد مولانا محمد سعیدؒ ناظم اول مدرسہ صولتیہ سے اور تکمیل اپنے والد ماجد مولانا محمد سلیمؒ سے کی، جب کچھ عرصہ کے لئے یہ خاندان دہلی میں مقیم تھا اس عرصہ میں جامعہ ملیہ اسلامیہ میں بھی داخل ہوئے تھے، عربی، فارسی اور اردو کا بہت پاکیزہ اور اعلیٰ ذوق رکھتے تھے۔ وسیع المشرب، صاف دل، پاک زبان، معاملہ فہم، ذہین اور طباع شخصیت کے مالک تھے، ان کے احباب و واقف کاروں کا بڑا حلقہ تھا، ہر ایک کی دلجوئی کرتے، دلداری کی باتیں کرتے تو بہت دیکھا کسی کی دل آزاری نہیں کرتے تھے، وضعداری اور خلوص دونوں کا ان کے اندر حسین امتزاج تھا، گزشتہ ۳۰، ۳۵ سال سے اس عاجز کو یاد نہیں ہے کہ کوئی چھوٹی بڑی ایسی دیسی تقریب میرے یہاں انجام پائی جس میں مولانا نے عزیزانہ انداز میں شرکت نہ کی ہو، یا اپنے یہاں کی تقریبات مناسبات میں مجھے اور میرے تمام افراد خاندان کو نام بنام نہ پوچھا ہو۔ ان کے مدرسے کا کتب خانہ اہل علم اور طالب علم دونوں کیلئے ہمیشہ کھلا رہتا۔ بڑی فراخدلی کے ساتھ علمی تعاون فرماتے، اچھے اشعار اور ترشے ہوئے فقروں کا لطف لینے اور اس لطف میں ہم ایک دوسرے کے شریک ہوتے، ہندو پاکستان کی خبروں کی جزئیات سے پوری طرح واقف تھے، اردو کے بے شمار پرچے ان کے پاس آتے اور معلوم نہیں کس طرح وقت نکال کر ان کو پڑھ لیا کرتے، کوئی قابل ذکر بات ہوتی تو اس کی نشاندہی کرتے۔

مدرسہ صولتیہ ان کے بزرگوں کی یادگار ہے اس کی دل و جان سے خدمت کرتے، اس کے بانی حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ کے علمی آثار کو زندگی بخشنے میں مولانا شمیم صاحب کا کارنامہ سب سے بڑھا ہوا ہے۔ اظہار الحق کے اردو اور انگریزی ترجمے کرائے اور اس انگریزی ترجمے کو نئی تبویب سے مختلف موضوعات پر تقسیم کرکے شائع کرانے کا اہتمام کیا، حضرت کیرانویؒ کے تمام مناظروں کو جو عیسائیوں سے ہوئے اس کی تلخیص کرائی۔

اس کو عصری اسلوب میں ڈھال کر چھپوانے کا خاص اہتمام کرتے رہے، ان کتابوں کے انگریزی ترجموں کو مضمون وار علیحدہ پمفلٹ کی شکل میں شائع کرانے میں مدد کی، تاکہ عیسائیت کے خلاف موجودہ نسل کے ہاتھ میں ایک شمشیر برہنہ موجود رہے، اور عیسائیت کو علمی میدان میں کبھی سر اٹھانے کا موقع نہ ملے۔ اس کام کے لئے اللہ نے متعدد رسائل کے خاص نمبر شائع کرائے، ان کتابوں کے ترجموں کو شائع کرنے والوں کی نہ صرف زبانی ہمت افزائی کی بلکہ ان کا مالی تعاون بھی کرتے رہے۔ ہند و پاکستان کے تمام علمی اداروں، مدارس، انجمنوں کی کارگزاریوں سے واقف تھے، ان سب کی حوصلہ افزائی کرنے میں کبھی دریغ نہیں کرتے، وہاں کی سیاسی و دینی تحریکات سے نہ صرف واقف تھے بلکہ ان کی جزئیات کا ان کو علم رہتا تھا۔

مدرسہ صولتیہ کو اسی نہج پر باقی رکھا جو ان کے والد ماجد، جد امجد اور مؤسس حضرت مولانا کیرانوی رحمہم اللہ نے قائم کیا تھا اس دور میں جبکہ سعودی عرب کی حکومت سے براہ راست اور رابطہ عالم اسلامی، دار الافتاء، بنک التنمیہ اور ندوۃ الشباب العالی کے ذریعہ ہزاروں جماعتوں، مدرسوں اور انجمنوں کو امداد مل رہی ہے اور جس کے ذریعہ بہت سے مدرسے دارالعلوم بن گئے اور دارالعلوم نے "جامعہ" کی شکل میں اپنے آپ کو پیش کیا، خود اسی ملک کے قلب میں ایک مدرسہ صولتیہ ایسا ہے جو اسی طرح اہل خیر کے چندوں سے چل رہا ہے جس طرح سو برس پہلے شروع ہوا تھا، تیس چالیس سال قبل جب مدرسہ صولتیہ کے بعض ہنرمند سابق طالب علم حکومت کی اونچی کرسیوں پر آگئے تو انھوں نے مدرسے کیلئے ایک سالانہ رقم حکومت سے جاری کرادی تھی۔ مگر حضرت مولانا محمد سلیم صاحب علیہ الرحمہ نے اس کو خوبصورتی سے ٹال دیا۔ مولانا شمیم صاحب بھی اپنے زمانۂ نظامت میں اگر چاہتے تو مکہ مکرمہ کی کسی نئی آبادی میں ایک وسیع قطعۂ زمین حاصل کرکے سو ڈیڑھ سو کمروں پر مشتمل "جامعہ حرم" بنا سکتے تھے۔ مگر وہ اس تصور سے بھی بھاگتے رہے۔ مدرسۂ صولتیہ اور اس کے دار الاقامے ہمیشہ جماعتوں کے لئے وقف رہے، بلکہ سچ تو یہ ہے کہ حجاز میں تبلیغی کام کی ابتدا اسی مدرسہ سے ہوئی اور مبلغین کی کفالت، ان کے اقامے اور تمام قانونی سہولتیں یہ حضرات فراخ دلی سے بہم پہونچاتے رہے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی مکہ مکرمہ میں اقامت گاہ بھی یہی مدرسہ تھا۔ آخری دور میں مولانا شمیم صاحب کے عم زاد بھائی (باقی صـ۱۲ پر)

قاضی ابوحازم کی عدالتی حکمت عملی

پروفیسر محمد اجتباء ندوی
صدر شعبہ عربی و فارسی الہ آباد یونیورسٹی

عباسی خلیفہ امیر المومنین معتضد باللہ کے عہد میں بغداد کے قاضی حنفی مسلک کے ممتاز اور نامور عالم شیخ عبدالحمید ابن عبدالعزیز ابوحازم تھے۔ دار الحکومت بغداد میں قاضی منتخب ہونے سے قبل شام اور کوفہ کے قاضی رہ چکے تھے، بڑے عدل پرور، حق شناس، معاملہ فہم اور نکتہ رس تھے، حق و انصاف کے معاملہ میں کوئی رو رعایت نہیں کرتے تھے۔

ایک بار امیر المومنین معتضد باللہ کے وزیر نے اپنی جائداد کے نزدیک ایک یتیم کی جائداد اس کے ہاتھ فروخت کرنے کے لئے ان سے مطالبہ کیا تو قاضی ابوحازم نے وزیر کو لکھا:

"خدا تعالیٰ وزیر کو عزت بخشے، اس بارے میں میری گذارش ہے کہ آپ میرے ذریعہ سے حق و انصاف کا تحفظ کرائیں یا تو مجھے اس منصب سے سبکدوش کر دیں، والسلام"۔

دیکھئے یہی قاضی ابوحازم عدالت عالیہ میں رونق افروز ہیں، مقدمہ پیش کرنے والوں اور دعویداروں کا ہجوم ہے، قاضی صاحب نظر اٹھاتے ہیں تو رجسٹرار کے قریب ایک معزز، باوقار، حسین و جمیل اور صاف شفاف کپڑے زیب تن کئے ہوئے عمر رسیدہ بزرگ کھڑے ہوئے ہیں ان کے رکھ رکھاؤ اور انداز گفتگو میں تکلف و تصنع عیاں تھا جب اس پروقار بزرگ کی باری آئی تو قاضی ابوحازم کے سامنے آکر انھوں نے دعویٰ کیا کہ فلاں نوجوان کے ذمہ ان کے ایک ہزار دینار باقی ہیں اس نے ان سے فلاں شرعی ضرورت کے لئے قرض لیا تھا مگر اس کی ادائیگی میں وہ ٹال مٹول اور حیلہ بہانہ کر رہا ہے اس لئے میرا مطالبہ ہے کہ اسے طلب کرکے اس سے میرا قرض ادا کرایا جائے ورنہ اس کیلئے جسمانی سزا تجویز کی جائے، بیان مکمل اور قرض کے بارے میں جملہ تفصیلات درست معلوم ہو رہی تھیں، لیکن قاضی ابوحازم کو دعویٰ مشکوک نظر آیا، انھوں نے بیانات پر اطمینان محسوس نہیں کیا، تاہم انھوں نے قرض دار کو طلب کیا وہ فوراً حاضر ہوگیا، وہ ایک خوش پوشاک، خوبرو، دولتمند اور مطیع و فرماں بردار نوجوان تھا، قاضی نے اس عمر رسیدہ بزرگ کے دعویٰ کا ذکر کیا تو اس نے اسے تسلیم کیا اور قرض کی ادائیگی کے بارے میں اپنی مجبوری بیان کی، قاضی نے مدعی سے نوجوان کے قرض اور مجبوری کے بارے میں بیان کے حوالہ سے دریافت کیا کہ وہ کیا چاہتا ہے تو اس نے کہا کہ میرا مطالبہ ہے کہ اسے اس وقت تک قید میں رکھا جائے جب تک کہ وہ مطلوبہ رقم ادا نہ کر دے، قاضی نے مدعی کے مطالبہ کو مسترد کر دیا، اس بزرگ نے اپنے مطالبہ پر اصرار کیا اور کہا کہ یہی ایک ذریعہ ہے کہ جس سے مطلوبہ رقم حاصل ہو سکتی ہے قاضی نے دونوں کو غور سے دیکھا اور حکم دیا کہ تم دونوں اکٹھے انتظار کرو میں تمہارے مقدمہ پر دوسری نشست میں غور کروں گا، اس وقت بغداد کے مشہور جلیل القدر عالم مکرم بن احمد موجود تھے، انھوں نے قاضی ابوحازم کے اس فیصلہ پر حیرت کا اظہار کیا اور قاضی ابوحازم سے کہا کہ معاملہ بالکل واضح ہے تو پھر تاخیر کا کیا سبب ہے؟ قاضی نے جواب دیا کہ دار القضاء میں اتنی مدت گذارنے کے بعد مدعی و مدعیٰ علیہ کے بارے میں بہت تجربے حاصل ہوگئے ہیں اور حق و باطل میں تمیز کرنے کا ملکہ پیدا ہوگیا ہے اس کی بنا پر شاذ و نادر ہی غلطی ہوتی ہے، اس نوجوان کے اس فراخدلی کے ساتھ دعویٰ کے تسلیم کر لینے سے میرے دل میں شک پیدا ہوگیا ہے کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ ممکن ہے کہ معاملہ کچھ اور ہو، دونوں کے مابین عدم اختلاف، حد درجہ وقار و سکینت، دولت کی فراوانی، خوش پوشاکی اور بلا تردد دعویٰ کا تسلیم کر لینا خلاف معمول بات ہے"۔

ابھی قاضی ابوحازم عدالت میں ہی تھے نشست برخاست نہیں ہوئی تھی اور علامہ مکرم بن احمد واپس نہیں ہوئے تھے کہ عدالت کے ملازم نے شہر کے سربرآوردہ تاجر وں کے حاضر ہونے کی اطلاع دی اور ملاقات کے لئے اجازت چاہی، قاضی صاحب نے اجازت دیدی۔

بغداد کا ایک سربرآوردہ شخص اور مشہور کامیاب تاجر قاضی ابوحازم کے سامنے کھڑا تھا، پریشان اور بے چین کہ بمشکل اس کی زبان سے نکلا:

"خدا تعالیٰ قاضی کو خیر و فلاح کی توفیق دے، میں اپنے ایک نو عمر بچہ کی وجہ سے بڑی آزمائش میں مبتلا ہوگیا ہوں، میرے پاس سے جو وہ مال و دولت حاصل کر پاتا ہے وہ فلاں شخص کے گھر ناچنے گانے والیوں اور لہو و لعب میں اڑا دیتا ہے، میں جب اسے اس حرکت سے باز رکھنے کی کوشش کرتا ہوں، تو کوئی ایسا حیلہ تلاش کر لیتا ہے جس کے نتیجہ میں مجھے اس کا قرض ادا کرنا پڑتا ہے آج وہی شخص ایک ہزار دینا کا مطالبہ کر رہا ہے اور مجھے یہ خبر ملی ہے کہ اس نے قاضی کی خدمت میں مقدمہ دائر کرکے مطالبہ کیا ہے کہ اگر میرا بچہ رقم ادا نہ کر سکے تو اسے جیل بھیج دیا جائے اس کی وجہ سے میری اور بچہ کی ماں سے کشیدگی ہوگی اور ہماری زندگی تلخ ہو جائے گی، میں اس رقم کی ادائیگی پر مجبور ہوں گا۔ مجھے جیسے ہی یہ اطلاع ملی میں حاضر ہوا تاکہ قاضی صاحب کی خدمت میں صورت حال کی وضاحت کر دوں"۔

تاجر نے جب اپنی بات ختم کی، تو قاضی ابوحازم نے علامہ مکرم بن احمد کی جانب معنی خیز نظر سے دیکھا گویا ان سے کہہ رہے ہوں کہ فیصلہ ملتوی کرنے کا راز سمجھ گئے؟ اور اس نیک دل والد کے خلاف سازش کا بھید کھل گیا یا نہیں؟

قاضی صاحب نے اسی وقت بوڑھے مدعی اور نوجوان مدعا علیہ کو حاضر کرنے کا حکم دیا، تھوڑی سی فہمائش کے بعد اندازہ ہوگیا کہ بوڑھا شخص ایک ایسے اڈہ کا مالک ہے جس میں لہو و لعب اور رقص و سرود کے دلدادہ نوجوان جمع ہوتے ہیں، قاضی نے اس نوخیز لڑکے سے بڑی نرمی اور محبت سے گفتگو شروع کی تو اس نے کہا میں اس بوڑھے حیلہ ساز کے جال میں پھنس گیا ہوں اور وہ حیلہ بہانہ سے دولت حاصل کر رہا ہے، اس کے بعد قاضی ابوحازم اس بوڑھے کی جانب متوجہ ہوئے اور اس سے سوال کیا تو بوڑھے نے اعتراف کیا کہ اس نے نوجوان کو اپنی سحر انگیز گفتگو سے متاثر کرکے اسے غلط اقرار کرنے پر مجبور کیا ہے، قاضی نے اس بوڑھے کے جرم اور سن و سال کا لحاظ کرکے سزا کا فیصلہ سنایا اور بوڑھے کے اس اڈہ کو ختم کرکے عام منادی کرا دی کہ لوگ اس کے فریب میں نہ پھنسیں، نوجوان کو سمجھایا کہ وہ اپنے والد کی اطاعت کرے اور لغو باتوں سے تائب ہو جائے۔

کتاب کا علم سے گہرا رشتہ ہے

ندوۃ المجتبیٰ و دار المطالعہ ندوہ

گزشتہ چند برسوں سے اسلامی کتابوں کی نشر و اشاعت کا کام کر رہا ہے جہاں آپ کو عرب و عجم کی ممتاز علمی شخصیت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی و مشہور عالم دین مولانا محمد منظور نعمانی و دیگر اہل علم علمائے حقانی کی مایہ ناز کتابیں دستیاب ہیں۔ نیز ندوۃ المجتبیٰ کی جانب سے ایک اہم اور معرکۃ الآرا کتاب "رویت ہلال کا مسئلہ" ... شائع کی گئی ہے جو مشہور اہل قلم مولانا محمد برہان الدین ... اس موضوع کی مایہ ناز تصنیف قرار پائی ہے۔ مکتبہ ندوہ، مکتبہ الفرقان اور مکتبہ اسلام سے کتاب طلب کر سکتے ہیں۔

دینی کتابیں ۲۵ فیصد ڈسکاؤنٹ پر دستیاب ہیں۔

دار المطالعہ ندوہ میں آپ ...

گناہوں سے دنیا میں کیا نقصان پہنچتا ہے

حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ

گناہ کرنے سے دنیا کا کیا نقصان ہے؟ یوں تو یہ مضرتیں اس کثرت سے ہیں جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔ مگر اس مقام پر اولاً کچھ آیات واحادیث سے اجمالاً بعض آثار بتلاتے ہیں، اس کے بعد کسی قدر تفصیل و ترتیب سے لکھیں گے۔

قرآن مجید میں جو نافرمانوں کے جابجا قصے اور اس کے ساتھ ان کی سزائیں مذکور ہیں کسی کو معلوم نہیں، وہ کیا چیز ہے جس نے ابلیس کو آسمان سے نکال کر زمین پر پھینکا یہی نافرمانی ہے جس کی بدولت وہ ملعون ہوا، صورت بگاڑ دی گئی، باطن تباہ ہو گیا بجائے رحمت کے لعنت نصیب ہوئی قرب کے عوض بعد حصہ میں آیا تسبیح و تقدیس کی جگہ کفر و شرک، جھوٹ فحش انعام ملا۔ وہ کیا چیز ہے جس نے نوح علیہ السلام کے زمانہ میں تمام اہل زمین کو طوفان میں غرق کر دیا۔ وہ کون چیز ہے کہ جس سے ہوائے تند کو قوم عاد پر مسلط کیا گیا، یہاں تک کہ زمین پر پٹک پٹک کے مارے گئے، وہ کون چیز ہے جس سے قوم ثمود پر چیخ آئی جس سے ان کے کلیجے پھٹ گئے اور تمام ہلاک ہو گئے، وہ کون چیز ہے جس سے قوم لوط علیہ السلام کی بستیاں آسمان تک لے جا کر الٹی گرائی گئیں اور اوپر سے پتھر برسائے گئے۔ وہ کون چیز ہے جس سے شعیب علیہ السلام پر بشکل سائبان ابر کے عذاب آیا اور اس سے آگ برسی۔ وہ کون چیز ہے جس سے قوم فرعون بحر قلزم میں غرق کی گئی۔ وہ کون چیز ہے جس سے قارون زمین میں دھنسایا گیا۔ اور پیچھے سے گھر اور اسباب اس کے ہمراہ ہوا وہ کون چیز ہے جس نے ایک بار بنی اسرائیل پر ایسی قوم کو مسلط کیا کہ جو سخت لڑائی والی تھی اور وہ ان کے گھروں کے اندر گھس گئے اور ان کو زیر و زبر کر ڈالا اور پھر دوسری بار ان کے مخالفین کو ان پر غالب کیا جس سے ان کا بھرا بنایا کارخانہ تباہ و برباد ہوا۔ اور وہ کون چیز ہے جس نے انھیں (بنی اسرائیل کو) طرح طرح کی مصیبت و بلا میں گرفتار کیا۔ کبھی قتل ہوئے کبھی قید، کبھی ان کے گھر لوٹے گئے، کبھی ظالم بادشاہ ان پر مسلط ہوئے کبھی وہ جلا وطن کیے گئے۔

وہ چیز جس کے یہ آثار ظاہر ہوئے اگر نافرمانی نہیں تھی تو پھر کیا تھا۔ ان قصوں کو جابجا ذکر فرمایا گیا اور نہایت مختصر الفاظ میں اس کی وجہ ارشاد ہوئی،

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ

یعنی اللہ تعالیٰ ایسے نہیں ہیں کہ ان پر ظلم کرتے۔ لیکن وہ تو خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

دیکھیے ان لوگوں نے اسی گناہ کی بدولت دنیا میں کیا خرابیاں بھگتیں۔ امام احمدؒ نے فرمایا ہے کہ جب قبرص فتح ہوا، جبیرؓ بن نضیر نے ابودرداءؓ کو دیکھا کہ اکیلے بیٹھے رو رہے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے عرض کیا کہ اے ابودرداءؓ ایسے مبارک دن میں رونا کیسا جس میں اللہ تعالیٰ نے اسلام اور اہل اسلام کو عزت دی۔ انھوں نے جواب دیا کہ اے جبیرؓ! افسوس ہے تم نہیں سمجھتے جب کوئی قوم اللہ تعالیٰ کے حکم کو ضائع کر دیتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کیسی ذلیل و بے قدر ہو جاتی ہے۔ دیکھو کہاں تو یہ قوم برسر حکومت تھی، خدا کا حکم چھوڑنا تھا اور ذلیل و خوار ہونا۔ جس کو تم اس وقت ملاحظہ کر رہے ہو......... ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

اِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيْبُهُ۔

یعنی بے شک آدمی محروم ہو جاتا ہے رزق سے گناہ کے سبب جس کو وہ اختیار کرتا ہے۔

ابن ماجہ میں عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم دس آدمی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے آپ ہماری طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمانے لگے پانچ چیزیں ہیں میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم ان کو پاؤ۔ جب کسی قوم میں بے حیائی کے افعال علی الاعلان ہونے لگیں گے وہ طاعون میں مبتلا ہوں گے اور ایسی ایسی بیماریوں میں گرفتار ہوں گے جو ان کے بڑوں کے وقت میں نہیں ہوئیں اور جب کوئی قوم ناپنے تولنے میں کمی کرے گی قحط اور تنگی اور ظلم حکام میں مبتلا ہوں گے اور نہیں بند کیا کسی قوم نے زکوٰۃ کو مگر بند کیا جاوے گا باران رحمت ان سے، اگر بہائم نہ ہوتے تو کبھی ان پر بارش نہ ہوتی، اور نہیں عہد شکنی کی کسی قوم نے مگر مسلط فرماوے گا اللہ تعالیٰ ان کے دشمن کو غیر قوم سے جبراً لیں گے ان کے اموال کو۔

ابن ابی الدنیا روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے سبب زلزلہ کا دریافت کیا انھوں نے فرمایا جب لوگ زنا کو امر مباح کی طرح بے باکی سے کرنے لگے ہیں اور شرابیں پیتے ہیں اور باجے بجاتے ہیں اللہ تعالیٰ کو آسمان میں غیرت آتی ہے زمین کو حکم فرماتے ہیں کہ ان کو ہلا ڈال اور عمرؓ بن عبدالعزیز نے جابجا شہر میں حکم نامے بھیجے جن کا مضمون یہ ہے:

"بعد حمد و صلاۃ کے مدعا یہ ہے کہ یہ زلزلہ زمین کا علامت عتاب الٰہی ہے۔ میں نے تمام شہروں میں لکھ بھیجا ہے کہ فلاں تاریخ فلاں مہینے میں میدان میں نکلیں یعنی دعا و تضرع کے لئے اور جس کے پاس کچھ روپیہ پیسہ بھی ہو وہ خیرات بھی کرے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى۔

اور کہو کہ جس طرح آدم علیہ السلام نے کہا تھا

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ

اور جس طرح نوحؑ نے کہا تھا

وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۔ اور جس طرح یونس علیہ السلام نے کہا تھا

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ

ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب اللہ عزوجل بندوں سے انتقام لینا چاہتے ہیں بچے بکثرت مرتے ہیں اور عورتیں بانجھ ہو جاتی ہیں مالکؒ بن دینار فرماتے ہیں کہ میں نے کتب حکمت میں پڑھا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اللہ ہوں بادشاہوں کا مالک ہوں ان کا دل میرے ہاتھ میں ہے۔ پس جو شخص میری اطاعت کرتا ہے میں ان بادشاہوں کا دل اس پر مہربان کر دیتا ہوں اور جو میری نافرمانی کرتا ہے میں انھیں بادشاہوں کو اس شخص پر عقوبت مقرر کرتا ہوں تم بادشاہوں کو برا کہنے میں مشغول مت ہو میری طرف رجوع کرو میں ان کو تم پر نرم کر دوں گا۔ امام احمدؒ نے وہب سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ جب میری اطاعت کی جاتی ہے میں راضی ہوتا ہوں، اور جب راضی ہوتا ہوں برکت کرتا ہوں اور میری برکت کی کوئی انتہا نہیں اور جب میری اطاعت نہیں ہوتی غضبناک ہوتا ہوں لعنت کرتا ہوں اور میری لعنت کا اثر ساتویں پشت تک رہتا ہے اور امام احمدؒ نے وکیع سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت معاویہؓ کو خط میں لکھا کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کی بے حکمی کرتا ہے تو اس کی تعریف کرنے والا خود بخود ہجو کرنے لگتا ہے اور بہت احادیث و آثار میں مضرتیں گناہ کی جو دنیا میں پیش آتی ہیں مذکور ہیں اب بعض نقصانات ترتیب و تفصیل سے مرقوم ہوتے ہیں۔

۱۔ ایک اثر معاصی کا یہ ہے کہ آدمی علم سے محروم رہتا ہے کیونکہ علم ایک باطنی نور ہے اور معصیت سے نور باطن بجھ جاتا ہے۔ امام مالکؒ نے امام شافعیؒ کو وصیت فرمائی تھی "اِنِّيْ اَرَى اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ اَلْقٰى عَلٰى قَلْبِكَ نُوْرًا فَلَا تُطْفِئْهُ بِظُلْمَةِ الْمَعْصِيَةِ" یعنی میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے قلب میں ایک نور ڈالا ہے سو تم اس کو تاریکی معصیت سے مت بجھا دینا۔

۲۔ رزق کم ہو جاتا ہے۔

۳۔ عاصی کو خدائے تعالیٰ سے ایک وحشت سی رہتی ہے اور یہ ایسی بات ہے کہ ذرا بھی ذوق ہو تو سمجھ سکتا ہے کسی شخص نے ایک عارف سے وحشت کی شکایت کی انھوں نے فرمایا ؎

اِذَا كُنْتَ قَدْ اَوْحَشَتْكَ الذُّنُوْبُ
فَدَعْهَا اِذَا شِئْتَ وَاسْتَاْنِسِ

۴۔ معصیت کرنے سے آدمیوں سے بھی وحشت ہونے لگتی ہے خصوصاً نیک لوگوں سے کہ ان کے پاس بیٹھ کر دل نہیں لگتا اور جس قدر وحشت بڑھتی جاتی ہے ان سے دور اور ان کے برکات سے محروم ہو جاتا ہے ایک بزرگ کا قول ہے کہ مجھ سے کبھی معصیت سرزد ہو جاتی ہے تو اس کا اثر اپنی بی بی اور جانور کے اخلاق میں پاتا ہوں کہ وہ پوری طرح مطیع نہیں رہتے۔

۵۔ عاصی کو اکثر کارروائیوں میں دشواری پیش آتی ہے جیسے تقویٰ کرنے سے کامیابی کی راہیں نکل آتی ہیں، ایسے ہی ترک تقویٰ سے کامیابی کی راہیں بند ہو جاتی ہیں۔

۶۔ قلب میں ایک تاریکی سی معلوم ہوتی ہے ذرا بھی دل میں غور کیا جاوے تو یہ ظلمت صاف محسوس ہوتی ہے اس ظلمت کی قوت سے ایک حیرت پیدا ہو جاتی ہے اس سے بدعت و ضلالت و جہالت میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جاتا ہے اور اس ظلمت کا اثر قلب سے آنکھ میں آتا ہے اور پھر چہرہ پر ہر شخص کو یہ سیاہی نظر آنے لگتی ہے، فاسق کیسا ہی حسین و جمیل ہو مگر اس کے چہرہ پر ایک بے رونقی کی کیفیت ضرور ہوتی ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نیکی کرنے سے چہرہ پر رونق، قلب میں نور، رزق میں وسعت، بدن میں قوت، لوگوں کے قلوب میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ اور بدی کرنے سے چہرہ پر بے رونقی، قبر اور قلب میں ظلمت، بدن میں سستی، رزق میں تنگی لوگوں کے دلوں میں بغض ہوتا ہے۔

۷۔ معصیت سے دل اور جسم میں کمزوری پیدا ہوتی ہے دل کی کمزوری تو ظاہر ہے کہ امور خیر کی ہمت گھٹتے گھٹتے بالکل نابود ہو جاتی ہے، رہ گئی بدن کی کمزوری سو بدن تو قلب کے تابع ہے جب یہ کمزور ہے تو وہ بھی ضعیف ہوگا۔ دیکھو تو کفار فارس و روم کیسے قوی الجثہ تھے مگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے مقابلے میں نہ ٹھہر سکے۔

۸۔ آدمی طاعت سے محروم ہو جاتا ہے آج ایک طاعت گئی کل دوسری چھوٹ گئی پرسوں تیسری رہ گئی یوں ہی سلسلہ وار تمام نیک کام بدولت گناہ کے اس کے ہاتھ سے نکل جاتے ہیں جیسے کسی نے ایک لقمہ لذیذ ایسا کھایا جس سے ایسا مرض پیدا ہو گیا کہ ہزاروں لذیذ کھانوں سے محروم کر دیا۔

۹۔ معصیت سے عمر گھٹتی ہے اور اس کی برکت مٹتی ہے کیونکہ (بر) نیکی سے عمر بڑھ جانا حدیث صحیح سے ثابت ہے تو فجور سے گھٹنا اسی سے سمجھ لیجیے۔ اور یہ شبہ نہایت ضعیف ہے کہ عمر تو مقدر ہے وہ کیسے گھٹ بڑھ سکتی ہے کیونکہ عمر کی تخصیص ہے یہ سب چیزیں مقدر ہی ہیں امیری اور غریبی، صحت و مرض سب میں یہی شبہ ہو سکتا ہے مگر پھر بھی ان امور کو اسباب کے ساتھ مربوط سمجھ کر تدبیر کا استعمال کیا جاتا ہے۔ یہی حال عمر کا سمجھ لینا چاہئے۔

۱۰۔ ایک معصیت دوسری معصیت کا سبب ہو جاتی ہے، وہ تیسری کا اسی طرح شدہ شدہ معاصی کی کثرت ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ عاصی گناہوں میں گھر جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ کرتے کرتے اس کی عادت ہو جاتی ہے کہ چھوڑنا دشوار ہوتا ہے پھر اس کو اسی ضرورت سے کرتا ہے کہ نہ کرنے سے تکلیف ہوتی ہے اور پھر اس کمبخت میں لطف ولذت بھی نہیں رہتی۔

۱۱۔ گناہ کرنے سے ارادہ توبہ کا کمزور ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ بالکل توبہ کی توفیق نہیں ہوتی اسی حالت میں موت آجاتی ہے۔

۱۲۔ چند روز میں اس معصیت کی برائی دل سے نکل جاتی ہے، اس کو برا نہیں سمجھتا نہ اس بات کی پرواہ ہوتی ہے کہ کوئی دیکھ لے گا بلکہ خود تفاخراً اس کا ذکر کرتا ہے۔ ایسا شخص معافی سے دور ہو جاتا ہے جیسا ارشاد فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

كُلُّ اُمَّتِيْ مُعَافًى اِلَّا الْمُجَاهِرِيْنَ وَاِنَّ مِنَ الْاِجْهَارِ اَنْ يَّسْتُرَ اللّٰهُ عَلَى الْعَبْدِ ثُمَّ يُصْبِحُ يَفْضَحُ نَفْسَهٗ وَيَقُوْلُ يَا فُلَانُ عَمِلْتُ يَوْمَ كَذَا كَذَا وَكَذَا وَكَذَا فَتَهَتَّكَ نَفْسَهٗ وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهٗ رَبُّهٗ۔

خلاصہ مطلب کا یہ ہے کہ سب کے لئے معافی کی امید ہے مگر جو لوگ کھلم کھلا گناہ کرتے ہیں اور یہ بھی کھلم کھلا ہی کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو ستاری فرمائی تھی مگر صبح کو خود اپنے کو فضیحت کرنا شروع کیا کہ میاں فلانے ہم نے فلاں فلاں دن فلاں فلاں کام کیا تھا، خود اپنی پردہ دری کی۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے چھپا لیا تھا۔ کبھی گناہ کی برائی کم ہوتے ہوتے کفر تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اسی واسطے بزرگ کا قول ہے کہ تم تو گناہوں سے ڈرتے ہو اور مجھے کفر کا خوف ہے۔

۱۳۔ ہر معصیت دشمنان خدا میں سے کسی کی میراث ہے تو گویا یہ شخص ان ملعونوں کا وارث بنتا ہے۔ مثلاً لواطت قوم لوط علیہ السلام کی میراث ہے، کم ناپنا کم تولنا قوم شعیب علیہ السلام کی میراث ہے، علو و فساد فرعون اور اس کی قوم کی میراث ہے، تکبر و تجبر قوم ہود علیہ السلام کی۔ تو یہ عاصی ان لوگوں کی وضع و ہیئت بنائے ہوئے ہے۔ مسند احمد میں عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے ارشاد فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ یعنی جو شخص کسی قوم کی وضع بنائے وہ انھیں میں شمار ہے۔

۱۴۔ گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ شخص بے قدر و خوار ہو جاتا ہے۔ اور جب خالق کے نزدیک خوار و ذلیل ہو گیا مخلوق میں بھی اس کی عزت نہیں رہتی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ط یعنی ؎

عزیزیکہ از درگہش سر بتافت
بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت

اگرچہ لوگ بخوف اس کے ظلم و شرارت کے اس کی تعظیم کرتے ہوں مگر کسی کے دل میں عظمت نہیں رہتی۔

۱۵۔ گناہ کی نحوست جیسے اس شخص کو پہنچتی ہے اسی طرح کا ضرر دوسری مخلوقات کو بھی پہنچتا ہے وہ سب اس پر لعنت کرتے ہیں۔ گناہ کی سزا تو الگ ہوگی۔ یہ لعنت اس پر طرہ ہے۔ مجاہد فرماتے ہیں کہ بہائم نافرمانی کرنے والے آدمیوں پر لعنت کرتے ہیں جبکہ قحط سخت ہوتا ہے اور بارش رک جاتی ہے اور کہتے ہیں کہ یہ ابن آدم کے گناہ کی نحوست سے ہے۔

۱۶۔ گناہ کرنے سے عقل میں فتور و فساد آجاتا ہے کیونکہ عقل ایک نورانی چیز ہے کدورت و معصیت سے اس میں کمی آجاتی ہے، بلکہ خود گناہ کرنا دلیل کم عقلی کی ہے اگر اس شخص کی عقل ٹھکانے ہوتی تو ایسی حالت میں کہیں گناہ ہو سکتا ہے کہ یہ شخص خدا کی قدرت میں ہے ان کے ملک میں رہتا ہے اور وہ دیکھ بھی رہے ہیں ان کے فرشتے گواہ بن رہے ہیں قرآن مجید منع کر رہا ہے، ایمان منع کر رہا ہے موت منع کر رہی ہے، دوزخ منع کر رہی ہے گناہ کرنے سے اس قدر سرور و لذت نصیب نہ ہوگا، جس قدر دنیا اور آخرت کے منافع اس سے فوت ہو گئے بھلا کوئی سلیم عقل والا ان باتوں کے ہوتے ہوئے گناہ کر سکتا ہے؟

۱۷۔ گناہ کرنے سے یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت میں داخل ہو جاتا ہے کیونکہ آپ نے بہت سے گناہوں پر لعنت فرمائی ہے اور جو گناہ ان گناہوں سے بڑھ کر ہیں ان پر تو بدرجۂ اولیٰ استحقاق لعنت ہے مثلاً لعنت فرمائی ہے آپ نے اس عورت پر جو گودے اور گودوائے اور جو غیر کے بال اپنے بالوں میں ملا کر دراز کرے اور جو دوسرے سے یہ کام لے، اور لعنت فرمائی ہے آپ نے سود لینے والے پر اور دینے والے پر اور اس کے لکھنے والے پر اور اس کے گواہ پر اور لعنت فرمائی ہے آپ نے حلالہ کرنے والے پر اور جس کے لیے حلالہ ہو یعنی جب نکاح میں اس کو شرط ٹھہرایا جائے، اور لعنت فرمائی ہے چور پر اور لعنت فرمائی ہے شراب پینے والے پر اور اس کے پلانے والے پر اور اس کے نچوڑنے والے پر اور نچڑوانے والے پر اور بیچنے والے پر اور خریدنے والے پر اور اس کے دام کھانے والے پر اور جو اس کو لاد کر لائے اور جس کے لئے لاد کر لائی جاوے اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو اپنے باپ کو برا کہے، اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو جاندار چیز کو نشانہ بنادے اور لعنت فرمائی ہے ان مردوں پر جو عورتوں کے ساتھ مشابہت کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی وضع بنائیں اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرے اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو دین میں کوئی نئی بات نکالے یا ایسے شخص کو پناہ دے، اور لعنت فرمائی ہے تصویر بنانے والے پر اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو قوم لوط کا سا عمل کرے اور لعنت فرمائی ہے اس پر جو کسی جانور سے صحبت کرے، اور لعنت فرمائی ہے اس پر جو جانور کے چہرہ پر داغ لگائے اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو کسی مسلمان کو ضرر پہنچائے یا اس کے ساتھ فریب کرے اور لعنت فرمائی ہے ان عورتوں پر جو قبروں پر جاویں اور ان لوگوں پر جو وہاں پر سجدہ کریں یا چراغ رکھیں اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو کسی عورت کو اس کے خاوند سے یا غلام کو اس کے آقا سے بہکا کر بگاڑ دے، اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو کسی عورت کے پیچھے کے مقام میں صحبت کرے، اور ارشاد فرمایا کہ جو عورت اپنے خاوند سے خفا ہو کر رات کو الگ رہے صبح تک فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں اور لعنت فرمائی اس شخص پر جو اپنے باپ کو چھوڑ کر کسی اور سے نسب ملاوے اور فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی مسلمان کی طرف لوہے سے اشارہ کرے اس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں، اور لعنت فرمائی اس شخص پر جو صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا کہے اور لعنت فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر جو زمین میں فساد مچاوے اور قطع رحم کرے اور اللہ تعالیٰ کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دے اور لعنت فرمائی ہے اس پر جو کہ احکام خداوندی کو چھپا دے اور لعنت فرمائی ہے ان لوگوں پر جو پارسا بیبیوں کو جن کو ان قصوں کی خبر تک نہیں اور ایمان دار ہیں زنا کی تہمت لگا دے اور لعنت فرمائی اس شخص پر جو کافروں کو مسلمانوں کے مقابلے میں ٹھیک بتا دے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو رشوت دے اور جو لے اور جو درمیان میں پڑے اور بہت افعال پر لعنت وارد ہوئی ہے اگر گناہ میں اور بھی کوئی ضرر نہ ہوتا تو یہ کیا تھوڑی بات ہے کہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت کا مورد

ہوگیا نعوذ باللہ۔

۱۸۔ گناہ کرنے سے فرشتوں کی دعا سے محروم ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جو فرشتے عرش اٹھائے ہوئے ہیں اور جو عرش کے گرد و پیش ہیں وہ تسبیح و تحمید کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لئے مغفرت مانگتے ہیں کہ یا اللہ آپ کی رحمت اور علم بہت وسیع ہے ایسے لوگوں کو بخش دیجئے جو آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور آپ کی راہ کی پیروی کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کو عذاب جہنم سے بچا لیجئے۔ دیکھئے اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ فرشتے ان مومنوں کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہ چلتے ہیں جس حالت میں گناہ کرکے وہ راہ چھوڑ دی اس دولت کا کہاں مستحق رہا۔

۱۹۔ گناہ کرنے سے طرح طرح کی خرابیاں زمین میں پیدا ہوتی ہیں۔ پانی ہوا غلہ پھل ناقص ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ

یعنی ظاہر ہوگیا بگاڑ جنگل اور بستی میں بسبب ان اعمال کے جن کو لوگوں کے ہاتھ کر رہے ہیں اور امام احمدؒ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا ہے کہ میں نے بنی امیہ کے کسی خزانہ میں گیہوں کا دانہ کھجور کی گٹھلی کے برابر دیکھا ایک تھیلی میں تھا اور اس پر یہ لکھا تھا کہ یہ زمانۂ عدل میں پیدا ہوتا تھا اور بعض صحرائی لوگوں کا بیان ہے کہ پہلے زمانے کے پھل اس وقت کے پھلوں سے بڑے ہوتے تھے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وقت آوے گا چونکہ اس وقت طاعت کی کثرت ہوگی اور زمین گناہوں سے پاک ہو جاوے گی پھر اس کی برکتیں عود کر آویں گی یہاں تک کہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ ایک انار پوری جماعت کو کافی ہوگا اور وہ اس کے سایہ میں بیٹھ سکیں گے انگور کا خوشہ اتنا بڑا ہوگا کہ ایک اونٹ پر بار ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ روز روز کی بے برکتی ہماری خطا اور گناہ کا ثمرہ ہے۔

۲۰۔ گناہ کرنے سے حیا و غیرت جاتی رہتی ہے اور جب شرم نہیں رہتی تو یہ شخص جو کچھ کر گذرے تھوڑا ہے اس شخص کا کچھ اعتبار نہیں۔

۲۱۔ گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اس کے دل سے نکل جاتی ہے بھلا اگر خدا کی عظمت اس کے دل میں ہوتی تو مخالفت پر قدرت ہوسکتی؟ جب اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت نہیں رہتی اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس کی عزت نہیں رہتی پھر یہ شخص اور لوگوں کی نظروں میں ذلیل و خوار ہو جاتا ہے۔

۲۲۔ گناہ کرنے سے نعمتیں سلب ہو جاتی ہیں اور بلاؤں اور مصیبتوں کا ہجوم ہوتا ہے۔ حضرت علیؓ کا ارشاد ہے فرماتے ہیں کہ نہیں نازل ہوئی کوئی بلا مگر بسبب گناہ کے اور نہیں دور ہوئی کوئی بلا مگر بسبب توبہ کے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ

یعنی جو مصیبت تم پر آتی ہے وہ تمہارے اعمال کے سبب سے آتی ہے اور بہت سی باتوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں اور ارشاد ہے:

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

یعنی یہ اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی اس نعمت کو نہیں بدلتا جو کسی قوم کو [illegible] یہاں تک کہ وہ لوگ اپنے ذاتی حالات کو بدل [illegible] اس سے معلوم ہوا کہ زوال نعمت گناہ ہی سے ہوتا ہے۔

۲۳۔ گناہ کرنے سے مدح و شرف کے القاب سلب ہو کر مذمت اور ذلت کے خطاب ملتے ہیں مثلاً نیک کام کرنے سے یہ القاب عطا ہوئے تھے مومن۔ بر۔ مطیع۔ منیب۔ ولی۔ ورع۔ مصلح۔ عابد۔ خائف۔ اواب۔ طیب۔ رضی۔ تائب۔ حامد۔ راکع۔ ساجد۔ مسلم۔ قانت۔ صادق۔ صابر۔ خاشع۔ متصدق۔ صائم۔ عفیف۔ ذاکر وغیرہ ذالک جب برا کام کیا یہ خطابات ملے فاجر۔ فاسق۔ عاصی۔ مخالف۔ مسئی۔ مفسد۔ خبیث۔ مسخوط۔ زانی۔ سارق۔ قاتل۔ کاذب۔ خائن۔ لوطی۔ قاطع رحم۔ متکبر۔ ظالم۔ ملعون۔ جاہل وغیرہ ذالک۔

۲۴۔ گناہ کرنے سے شیاطین اس پر مسلط ہو جاتے ہیں کیونکہ طاعت ایک خداوندی قلعہ ہے جس کے سبب اعداء کے غلبہ سے محفوظ رہتا ہے۔ جب قلعہ سے باہر نکلا دشمنوں نے گھیر لیا پھر وہ شیاطین جس طرح چاہتے ہیں اس میں تصرف کرتے ہیں اور اس کے قلب و زبان و دست و پا و چشم و گوش سب اعضا کو معاصی میں غرق کر دیتے ہیں۔

۲۵۔ گناہ کرنے سے قلب کا اطمینان جاتا رہتا ہے، کچھ پریشان سا ہو جاتا ہے ہر وقت کھٹکا لگا رہتا ہے کہ کسی کو خبر نہ ہو جائے کہیں عزت میں فرق نہ آ جاوے کوئی بدلہ نہ لینے لگے میرے نزدیک معیشت ضنک یعنی تنگ کے یہی معنی ہیں۔

۲۶۔ گناہ کرتے کرتے وہی دل میں بس جاتا ہے یہاں تک کہ مرتے وقت کلمہ تک منہ سے نہیں نکلتا بلکہ جو افعال حالت حیوٰۃ میں غالب تھے وہی اس وقت بھی سرزد ہوتے ہیں ایک تاجر اپنے عزیز کی حکایت بیان کرتا ہے کہ مرتے وقت اس کو کلمہ کی تلقین کرتے تھے اور وہ یہ بک رہا تھا کہ یہ کپڑا بڑا نفیس ہے یہ خریدار بہت خوش معاملہ ہے آخر اسی حالت میں مرگیا۔ کسی سائل کی حکایت ہے کہ مرتے وقت کہتا تھا اللہ کے واسطے ایک پیسہ، اللہ کے واسطے ایک پیسہ اسی میں تمام ہوگیا اسی طرح ایک شخص کو نزع کے وقت کلمہ پڑھانے لگے کہنے لگا آہ آہ میرے منہ سے نہیں نکلتا اور بہت سے حالات اس وقت کے ہم کو معلوم بھی نہیں ہوتے خدا جانے اور کیا گذرتی ہوگی خدا کی پناہ۔

۲۷۔ گناہ کرنے سے خدا تعالیٰ کی رحمت سے ناامیدی ہو جاتی ہے اس وجہ سے توبہ نہیں کرتا اور بے توبہ مرتا ہے کسی شخص سے مرتے وقت کہا گیا کہ لا الٰہ الا اللہ کہو اس نے گانا شروع کیا تاتا تن تنا اور کہنے لگا کہ جو کلمہ مجھ سے پڑھواتے ہو اس سے مجھ کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے کوئی گناہ تو میں نے چھوڑا نہیں آخر کلمہ نہ پڑھا اور رخصت ہوا۔ کسی اور شخص سے کلمہ پڑھوانے لگے بولا اس کلمہ سے کیا ہوگا؟ میں نے کبھی نماز تک تو پڑھی نہیں وہ بھی یوں ہی مرا کسی اور شخص سے کلمہ پڑھنے کو کہا کہنے لگا میں تو اس کلمہ کا منکر ہوں اور چل دیا۔ ایک شخص نے یہ بیان کیا کہ کوئی میری زبان پکڑے لیتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا۔

رجوع بہ مقصود

یہ چند مضرتیں دنیوی جو گناہ کرنے سے لاحق ہوتی ہیں، اور علاوہ ان کے بہت سے ضرر ظاہری و باطنی ہیں جو قرآن و حدیث میں غور کرنے سے اور خود دل میں سوچنے سے بہت جلد سمجھ میں آسکتے ہیں اور آخرت میں جو مضرتیں وہ الگ رہیں۔ عاقل ہرگز پسند نہیں کر سکتا کہ ذرا سی اشتہائے کاذب کے لئے اتنا بڑا پہاڑ مصائب اور کلفتوں کا اپنے سر پر لے۔ روزانہ معاملات میں جس چیز میں مفاسد اور مضرتیں غالب ہوتی ہیں آدمی اس کے پاس نہیں پھٹکتا۔ یہی برتاؤ معاصی کے ساتھ کرنا لازم ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اپنی نافرمانی سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

بقیہ: رفیقے — دلے نواز دل ما

محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے اس سعادت کو اپنے لئے خاص کر لیا تھا مگر وہ بھی اسی طرح گراں کے دن یہاں گزرتے تو راتیں مدرسہ میں۔ جب عجز و پیرانہ سالی اور مرض کی شدت ہوئی تو بھائی سعدی کے یہاں مستقل قیام رہا۔

مولانا شمیم صاحب کے حسنات میں یہ بات بھی یاد رکھی جائے گی کہ ہند و پاک کے بہتیرے افراد جو کسی حادثہ میں فوت ہوئے انکی تجہیز و تکفین کا بندوبست مدرسہ صولتیہ ہی نے کیا۔ میرے سامنے کی بات ہے کلاڈ صاحب مرحوم جو ٹیلی فون کے انجینیر تھے اور تبلیغی جماعت کے سرگرم رکن تھے۔ ان کا جنازہ مدرسہ صولتیہ ہی میں تیار ہوا اور یہی مولانا شمیم تھے جو غسل بھی دینے میں پیش پیش تھے، اسی طرح ماہر القادری مرحوم کی آخری خدمت انھوں نے اپنے ذمہ لی۔

اسی طرح کے بہتیرے اللہ کے بندے ان کے فیض سے مستفید ہوتے رہے۔

یہ عاجز و درماندہ سوچا کرتا تھا اس کا وقت موعود اگر مکہ مکرمہ میں آیا تو یہی مولانا شمیم ہوں گے جو میرے لڑکوں اور عزیزوں کا ہاتھ بٹائیں گے، مگر اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہ تھا کہ اس کے علاوہ کسی سے کوئی توقع قائم کی جائے۔ آج امیر الشعراء شوقی کا یہ شعر بے اختیار یاد آ رہا ہے جو انھوں نے اپنے معاصر حافظ کی موت پر کہا تھا ؎

قد كنت اوثر ان تقول رثائي
يا منصف الموتى من الاحياء

مولانا شمیم علیہ الرحمۃ پر ابھی بہت کچھ لکھا جائے گا بلکہ ان کی سوانح حیات مرتب ہوگی۔ مجھ جیسے ان کے سینکڑوں قدردان، مرتبہ شناس اور احباب ہیں انکو کوئی نہ کوئی تو اس خدمت کو انجام دے گا۔

مجھے غم ہے کہ مکہ مکرمہ میں میرا ایک مخلص دوست، ہم مذاق اور ہمدرد رخصت ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی ہڈیوں کو پھولوں میں رکھے۔

وصی احمد صدیقی نائب معتمد مال دار العلوم ندوۃ العلماء

اِقبال کا مردِ کامل

علامہ اقبال نے مرد کامل کا جو تصور نظم و نثر دونوں میں پیش کیا ہے اسے میں نے ہمیشہ تخیل کی کارفرمائی سمجھا اور ذہن سے یہ بات کبھی نہ نکال سکا کہ شاہین اور عقاب بھی اونچائی پر اڑتے ہوں اور زیر سپہر کو خاطر میں نہ لاتے ہوں مگر اپنا رزق پانے کے لئے انھیں زمین ہی پر اترنا پڑتا ہے اور اس طرح وہ عام دابۃ الارض سے مختلف نہیں ہوتے۔

ادھر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی کی کتاب نقوش اقبال میرے مطالعہ میں بہت رہی۔ مرد مومن پر جو انھوں نے تحریر فرمایا اس نے میری رائے اور میرے خیالات میں بڑی اصلاح کی کیونکہ انھوں نے انسان کامل کی شخصیت کی دو طرح تقسیم کی۔ ایک اس کا وجود انسانی اور دوسرا ایمانی۔ اپنے وجود انسانی میں فطرت کے قوانین کا وہ ایسا ہی تابع ہے جیسے اس کی طرح کے دوسرے انسان البتہ اپنے ایمانی وجود میں وہ سب سے منفرد ہے۔ اس کے پاس ایمان اور یقین کی جیتی جاگتی طاقت ہے اس لیے دنیا کی امامت اور قیادت اس کو زیب دیتی ہے۔ وہ زمانہ کے آگے ہتھیار نہیں ڈالتا اور اپنے کو غلط سماج کے سپرد نہیں کرتا۔

مرد کامل کی شخصیت کی یہ تقسیم۔ دونوں وجود کے صفات کا بیان جو کسی اسٹیج پر ایک دوسرے کے مزاحم نہیں ہوتے اس نے میرے خیالات کی بہت سی گرہوں کو کھولا اور میں اس نتیجہ پر آیا کہ زمین پر رزق ڈھونڈھنے آنا شاہین کیلئے باعث ذلت نہیں۔

اس کے باوجود یہ بات میرے ذہن میں رہی کہ ان صفات کے بیان کے اثرات انھیں لوگوں پر مرتب ہوتے ہیں جن کے ایمان کے مدارج خود بہت اعلیٰ ہوں۔ اقبال جیسا شاعر ہی ان کو گنا سکتا ہے اور حضرت مولانا جیسے مبصر ہی ان کی وضاحت کر سکتے ہیں۔ یہ کمالات ان ہی باکمال لوگوں کے احساسات سے تعلق رکھتے ہیں اور جو باتیں ایک عامی کو صرف خیالی لگتی ہیں ان کی نگاہ میں ان کا وجود ہے۔

اس ضمن میں یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ مرد کامل کے بیان کے ساتھ ساتھ اقبال نے ابلیس پر اپنی توجہ کیوں صرف کی۔ رجیم کا ذکر ایسی تکریم کے ساتھ کیوں۔ ایک مرتبہ میں حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر تھا اور اس نکتہ کی وضاحت کے لئے ان سے درخواست کی۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ دیکھو اقبال نے ابلیس کی منفی گفتگو سے مثبت پہلو اجاگر کیے ہیں۔ ابلیس کی مجلس شوریٰ کیا ہے۔ اس مجلس شوریٰ میں اس کے مشیران رجحانات اور تحریکات کا جائزہ لیتے ہیں جو ابلیسی نظام کے نفاذ میں حارج ہو رہے ہیں۔ ابلیس انھیں سنتا ہے اور حقارت سے نظر انداز کر دیتا ہے اور کہتا ہے کہ دنیا میں شیطانی نظام کے لئے سب سے بڑا خطرہ اسلام ہے۔ وہ اس بات کو اس طرح کہتا ہے کہ پڑھنے والے کو اس میں نیا پن نظر آتا ہے اور وہ دلچسپی پیدا ہوتی ہے جو تعریف کے بیانیہ انداز میں نہیں پیدا ہوتی۔ حضرت مولانا نے کئی مسلسل اشعار اپنے حافظہ سے سنائے جن سے یہ نکتہ پوری طرح واضح ہوگیا۔

مگر یہ ابلیس کا اپنے مشیروں سے معاملہ ہے۔ جب وہ اللہ سے مخاطب ہوتا ہے تو بالکل دوسری کیفیت کا اظہار کرتا ہے۔ یہاں میں ابلیس کی فریاد کا ذکر کروں گا جو انسان کامل کو ڈھونڈھتا رہا لیکن نہیں پا سکا۔ انسان کے متعلق اس کی رائے یہ ہے۔

خاکش از ذوق ابا بیگانہ
از شرار کبریا بیگانہ
صید خود صیاد را گوید بگیر
الاماں از بندۂ فرماں پذیر

اس کو بہکانے کا کیا لطف جو اتنی جلدی بہک جائے۔ اس کو شکست دینے میں کیا مزا جو اتنی جلدی زیر ہو جائے۔ وہ اللہ سے التجا کرتا ہے۔

از چنیں صیدے مرا آزاد کن
طاعت دیروزۂ من یاد کن

طاعت دیروزہ کا ذکر کتنی لطف کا باعث ہے۔

پست از وے آں ہمت والائے من
وائے من اے وائے من اے وائے من

وہ مرد کامل اسے نصیب نہیں ہو رہا ہے جو اسے پچھاڑ دے۔

ابلیس کا یہ نالہ خود اقبال کے خیالات ہیں۔ وہ اپنے ہم عصروں میں اللہ کے مخصوص بندوں کو ڈھونڈھتے ہیں مگر ان کی بے مہر بانی سست عناصر سے مڈبھیڑ ہوتی ہے اس لیے ان پر بیزاری کی کیفیت طاری ہوتی ہے۔ وہ سوچتے ہیں کہ انسان اللہ کی سب سے بہتر مخلوق کیسے ہے۔ ان بے بصروں کو خشکی اور تری کی سلطانی کا کیوں دعویٰ ہے۔

انھیں احساسات کے ساتھ مرد کامل کا تخیل ان کے ذہن میں آتا ہے۔

آج سے بہت پہلے اقبال کے مرشد مولانا روم نے ایک بے مثال شعر کہا تھا۔

بہ زیر کنگرۂ کبریاش مردانند
فرشتہ صید و پیمبر شکار و یزداں گیر

مرد کامل کے ہیولے نے شاید اس شعر کے زیر اثر پیکر کی شکل اختیار کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ مرد کامل آئیڈیل ہے۔ صرف تصورات کی انسانی شکل۔ یہ روزمرہ کی زندگی میں نہیں ملے گا اس سے ملنے کی صرف آرزو کی جاسکتی ہے۔

اس مرد کامل کو انھوں نے شاہین کی شکل میں دیکھا۔ یہ پرندہ بلند پرواز اور تیز نگاہ ہے اور شکار زندہ کی آرزو میں رہتا ہے۔ شاہین کے یہ صفات خود اقبال کے بیان کردہ ہیں۔

فقر کو اقبال نے انسان کامل کی سب سے بڑی خصوصیت بتایا ہے۔ یہ فقر فقر گدایانہ سے بالکل مختلف ہے۔ اس فقر میں خاصیت اکسیری ہے۔ مسکینی اور دلگیری نہیں۔ یہ فقر سختی دوراں کی شکایت نہیں کرتا اسے راہب کی سکوں پرستی نہ سمجھی جائے۔ اس فقیر کا سفینہ ہمیشہ طوفان میں رہتا ہے۔

فقر کی پہلی خصوصیت یقین ہے جس کو ایمان بھی کہتے ہیں۔ نکتۂ ایماں کی تفسیر ولایت، بادشاہی اور علم اشیا کی جہانگیری سے ہوتی ہے۔ نظر اور وجدان اس کے عمل کا ذریعہ ہے۔ فقر بادشاہت کا مدمقابل ہے اور عوام کا نجات دہندہ۔ انسان کے ارتقائی منازل جو اسے انسان کامل بناتے ہیں وہ اپنی خودی کو بروئے کار لانے سے طے ہوتے ہیں۔ خودی کیا چیز ہے خود اقبال کی زبان سے اس کی تعریف سنئے۔

یہ وحدت وجدانی یا شعور کا روشن نقطہ ہے جس سے تمام انسانی تخیلات اور جذبات مستنیر ہوتے ہیں۔ یہ پراسرار شے جو فطرت کی منتشر اور غیر محدود کیفیت کی شیرازہ بندی کرتی ہے اس کا پہلا مرحلہ اطاعت ہے۔ یہ اطاعت الٰہی کے ضمن میں آتا ہے۔ پھر اپنے آپ پر قابو رکھنا ہے جسے SELF DISCIPLINE کہتے ہیں۔ اس کے بعد وہ نیابت الٰہی کا اہل ہو جاتا ہے جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے یہ مرد کامل نظر نہیں آتا۔ اگر یافت می نشود آنم آرزوست یقیناً ایسے مکمل انسان کا ظہور نبیوں کی شکل میں ہوا ہے ظاہر ہے وہ عام آدمی سے مختلف اللہ کے مخصوص بندے ہوتے ہیں جن کے ذمہ اللہ کا پیغام پہنچانا ہوتا ہے۔ ان کی تشکیل استعارہ کی زبان میں اللہ کے مبارک ہاتھوں سے ہوتی ہے۔

اگر مرد کامل کی اقبال کی بیان کردہ آفاقیت کو تھوڑا سا کم کیا جائے اور انسانی حوصلہ اور قابو کے دائرے میں لایا جائے تو مرد کامل کو مرد مومن سے پوری طرح بدلا جاسکتا ہے۔

مسجد قرطبہ میں اقبال نے مرد مومن کے جو صفات بیان کیے ہیں یہ خوبصورت نظم اسے اس طرح بیان کرتی ہے ؎

تجھ سے ہوا آشکار بندۂ مومن کا راز
اس کے دنوں کی تپش اس کی شبوں کا گداز
اس کا مقام بلند اس کا خیال عظیم
اس کا سرور اس کا شوق اس کا نیاز اس کا ناز
ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں کار کشا کار ساز
خاکی و نوری نہاد بندۂ مولا صفات
ہر دو جہاں سے غنی اس کا دل بے نیاز

اس مرد مومن کو خطاب کرتے ہوئے علامہ فرماتے ہیں کہ تمہاری روشنی نے دنیائے قدیم کو روشن کیا اور تمہارا وجود ماضی کی تاریک راتوں کے لئے منارہ نور بن کر رہا۔ اے ہمیشہ زندہ رہنے والے تو موت سے ڈرتا ہے تجھ کو معلوم ہونا چاہئے کہ آدمی کی موت ایمان اور یقین کی محرومی سے ہوتی ہے پھر علامہ فرماتے ہیں کہ تیرا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے۔ یہ نیند کیسی۔ مرغ چمن کے چہچہانے سے۔ اذان کی آواز سے۔ اپنے آتش نفس ساتھیوں کے ہنگامہ کی آواز سے تیری آنکھ کھل جانی چاہیے۔

از خواب گراں خواب گراں خواب گراں خیز

اب میں حضرت مولانا کے الفاظ نقل کرتا ہوں

— باقی ص ۲۰ پر

ندوہ کے شب و روز

طارق اختر

عید الاضحیٰ کی تعطیل کے بعد جونہی دار العلوم کھلا طلبا جوق در جوق ندوہ پہونچنے لگے، اور طلبا کی تعلیمی و ثقافتی سرگرمیوں کا آغاز بھی ہوگیا، انجمن جمعیۃ الاصلاح کے تمام شعبے متحرک و سرگرم ہوگئے اس کے مختلف شعبوں کا افتتاح تو پہلے ہی ہوچکا تھا لیکن بزم ثقافت کا افتتاحی جلسہ ابھی باقی تھا چنانچہ اس کا افتتاحی جلسہ زیر صدارت ڈاکٹر عبد اللہ عباس صاحب ندوی منعقد ہوا جس میں صدر محترم کے علاوہ استاد گرامی مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی، جناب سعید الرحمان صاحب اعظمی ندوی اور مربی الاصلاح جناب شمس الحق صاحب ندوی نے بھی شرکت فرمائی۔ معتمد بزم ثقافت برادرم سید ہاشم کے افتتاحی مقالے کے بعد بالترتیب مولانا رابع صاحب اور ڈاکٹر عبد اللہ عباس صاحب نے خطاب فرمایا، اور اسلامی ثقافت پر روشنی ڈالتے ہوئے اس کے خط و خال نمایاں کئے، اور طلبہ سے اسلامی وضع قطع اور اسلامی ثقافت پر زور دیا۔

حضرت مولانا کا خطاب

المعہد العالی کے افتتاحی جلسہ میں حضرت مولانا مدظلہ نے تقریر فرمائی جو عربی میں تھی، جلسہ میں اساتذۂ کرام، اعلیٰ درجوں کے طلباء اور خاص طور سے غیر ملکی طلباء نے شرکت کی، حضرت مولانا مدظلہ نے دعوت و تبلیغ کے میدان میں کام کرنے والوں کی ذمہ داریوں اور اس کی نزاکتوں کی وضاحت کی اور صحیح خطوط کی نشاندہی فرمائی، اور مختلف زمانوں کے مجددین و مصلحین کے کارناموں پر روشنی ڈالتے ہوئے موجودہ زمانہ میں اس کی اہمیت پر زور دیا۔

حضرت مولانا مدظلہ کا ایک اور خطاب عام مسجد دار العلوم میں ہوا، جس میں آپ نے ہندوستان کی موجودہ صورتحال کا جائزہ لیا، حالات کی نزاکت، وقت کے تقاضے اور طلبہ کی ذمہ داریوں سے انھیں آگاہ کرایا، ہندوستان کی موجودہ فضا جو تناؤ، نفرت، فرقہ پرستی اور تعصب پرستی پر مبنی ہے، ایسے حالات میں پیام انسانیت کی تحریک کی اہمیت پر زور دیا، تاکہ غلط فہمیوں کے بادل چھٹ جائیں، اسلام کی صحیح تصویر برادران وطن کے سامنے آئے اور بقائے باہم کے اصول پر کاربند ہوکر سب لوگ ہندوستان کی تعمیر میں حصہ لیں اور اسے ترقی کی راہ پر گامزن کرائیں۔

مجلس شوریٰ

۱۲/ اگست ندوۃ العلماء میں مجلس انتظامیہ کا جلسہ ہوا جبکہ اس سے ایک دن قبل پرسنل لا بورڈ کا جلسہ بھی دار العلوم کے زیر انتظام لکھنؤ ہی میں ہوچکا تھا جس کی وجہ سے ندوہ میں مہمانوں کی بڑی چہل پہل رہی، اور معزز مہمانوں کی آمد سے ایک خاص سماں بندھا رہا، اس سنہری موقع سے طلبہ نے پورا پورا فائدہ اٹھایا، اور انجمن الاصلاح کے زیر اہتمام مختلف جلسے کئے گئے جن میں ماہرین فن نے اپنے اپنے موضوعات پر قیمتی وگراں قدر محاضرے دیئے۔

ڈاکٹر احمد عبد الحیٔ صاحب

ڈاکٹر صاحب ہندوستان کے مایہ ناز سرجن ہیں، ان کا تعلق بہار کے دار الحکومت پٹنہ سے ہے، ملک و بیرون ملک میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد ڈاکٹر صاحب اپنے فن میں یکتائے روزگار بن چکے ہیں، اپنے فن میں مہارت کے ساتھ ڈاکٹر صاحب ایک حساس دل بھی رکھتے ہیں، دین کے ساتھ بے پناہ تعلق ان کا طرۂ امتیاز ہے، دینی خدمت کا جذبہ ان کے رگ و پے میں موجزن ہے، ان کا موضوع "ابو القاسم زہراوی اور جدید طب و سرجری" تھا، ڈاکٹر صاحب نے فنی انداز میں پوری مہارت کے ساتھ موضوع کا جائزہ لیا، اور طب کے میدان میں مسلم ماہرین فن کی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے زہراوی کی طبی مہارت اور ان کی خدمات کو خاص طور سے نمایاں کیا۔

مولانا شہاب الدین ندوی

مولانا کا قیام ندوہ میں کئی دنوں تک رہا، چنانچہ آپ کو بھی زحمت دی گئی اور جمالیہ ہال میں ایک محاضرہ کا اہتمام کیا گیا موضوع تھا "قرآن اور علم نباتات" مولانا کو اس موضوع سے کافی دلچسپی ہے اس پر ان کی ایک کتاب بھی شائع ہوکر منظر عام پر آچکی ہے، طلبہ بڑی تعداد میں جلسہ میں شریک ہوئے لیکن افسوس کہ بجلی کے خراب نظام کی وجہ سے محاضرہ ناقص رہا اور طلبا پوری طرح استفادہ نہیں کرسکے۔

ارکان شوریٰ کی ایک بڑی تعداد مدرسۃ اسلامیہ بہت مئو بھی گئی اور وہاں کے کاموں اور ضروریات کا معائنہ کیا اس موقع پر جناب ناظم صاحب ندوۃ العلماء کی ایک مختصر و جامع تقریر بھی ہوئی ارکان شوریٰ نے وہاں کی سرگرمیوں کو دیکھ کر اظہار مسرت فرمایا، اور کچھ دیر بعد یہ کارواں ندوہ واپس ہوا۔

اب ششماہی امتحان کی آمد آمد ہے، طلبہ کے اندر ایک نئی امنگ اور ایک نیا جوش و ولولہ پیدا ہوچکا ہے، وہ ہمہ تن پڑھنے میں مشغول ہوچکے ہیں، طلبہ کی ثقافتی سرگرمیاں کچھ دنوں کے لئے بند ہوگئی ہیں، اور امتحان کی آمد کی وجہ سے دار العلوم کے ماحول میں ایک نیا رنگ آگیا ہے، خدا سے دعا ہے کہ یہ چمن ہمیشہ یونہی سرسبز و شاداب رہے اور اللہ تعالیٰ اس کو حاسدوں اور بدخواہوں کی نظر بد سے بچائے۔

نعت

ڈاکٹر طفیل احمد مدنی

اس نکہت و جمال کے منظر کے آس پاس
نکہت ہے ایسی جسم مطہر کے آس پاس
کیوں ڈھونڈتا ہے تو اسے آزر کے آس پاس
آسان سا پتہ ہے ہماری ہو گر تلاش
رہتے تھے ان کے گرد صحابہ کچھ اس طرح
منظر کشی محال ہے اس کی زبان سے
وارفتگان عشق کا عالم نہ پوچھئے
ہمراہ جو رہے ہیں یہاں بعد مرگ بھی
یارب نصیب حشر میں ہو وہ جگہ کہ جو
نعت رسولؐ پاک کا فیضان دیکھئے

گزرے یہ عمر روضۂ انور کے آس پاس
خوشبو بسی ہو جیسے گل تر کے آس پاس
رہتا ہو جو موحد اکبر کے آس پاس
مل جائیں گے ہم اپنے پیمبرؐ کے آس پاس
تارے ہوں جیسے ماہ منور کے آس پاس
جو کچھ بھی دیکھ آئے ہیں اس گھر کے آس پاس
کچھ کچھ گئے ہیں روضہ و منبر کے آس پاس
بالکل رہیں گے ساقی کوثر کے آس پاس
صدیقؓ سے قریب ہو حیدرؓ کے آس پاس
اک روشنی سی ہے دل مضطر کے آس پاس

پوری طفیلؔ کاش ہو یہ میری آرزو
مدفن بنے مرا بھی اسی در کے آس پاس

بمبئی میں
خالص گھی اور میوہ جات سے بھرپور
مٹھائیاں اور حلویات عمدہ و لذیذ سلیمانی افلاطون
ان کے علاوہ خصوصی پیشکش
ہر قسم کے تازہ و خستہ بسکٹ اور نان خطائیاں خریدنے کا قابل اعتماد مرکز!
سلیمان عثمان مٹھائی والے
مینارہ مسجد کے نیچے بمبئی فون نمبر 320058
بیکری: ۱۴۳ محمد علی روڈ بمبئی ۳

بقیہ: درس حدیث

کیا ہم پر واجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر یہ جو زبردست نعمتیں اتاری ہیں اور اپنی رحمتوں کو ان پر وسیع کردیا ہے ان پر اس کی حمد و پاکی بیان کریں، اور کہیں۔ اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے مولیٰ تیرے ہی لئے سب تعریفیں ہیں تیرا ہی شکر ہے اے وہ کہ جس کی رحمت ہر شئے پر حاوی ہے۔

ان ساری احادیث کی روشنی میں ہم ذرا حدیث شریف کے ان الفاظ (کہ انسان کے ہر جوڑ پر صدقہ ہے) پر غور کریں اور حدیث پاک سے نبوت کا جو اعجاز ظاہر ہوتا ہے اس کو سامنے لائیں، اس لئے کہ انسان کی بناوٹ مختلف پہلوؤں سے تناسب اعضاء، جوڑوں کا باہمی ربط، جسم کے مسامات رگوں کا عمل، دل کا عمل ... یہ ساری چیزیں غور و فکر کرنے والے کو خواہ سرسری ہی طور پر کیوں نہ ہو، حیرت میں ڈال دیتی ہیں کہ ان کی بناوٹ میں کیسی باریکی اور ندرت پائی جاتی ہے، اور پھر اس کے ذہن میں سوالات پیدا ہوتے ہیں کہ کیا وجہ ہے اور ان ہڈیوں اور جوڑوں کی کیا نزاکت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہر جوڑ پر شکر ادا کرنے اور صدقہ کرنے کی نصیحت فرماتے ہیں، جب ہم بناوٹ پر غور کریں اور یہ دیکھیں کہ انسان کی بقا اور بناوٹ میں، اس کی حرکت و عمل میں یہ اعضا کیا رول ادا کرتے ہیں، تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا حقیقی سبب سامنے آجائے گا کہ ہر جوڑ پر صدقہ واجب ہے، آگے ہم چند مثالیں بیان کرتے ہیں۔

۱۔ بازو ایک ہی ہڈی سے بنا ہے جبکہ کلائی دو ہڈیوں سے بنی ہوئی ہے جس سے ہاتھ موڑنے میں آسانی ہوتی ہے۔

۲۔ ران کی ایک ہی ہڈی ہے جبکہ پنڈلی میں دو ہڈیاں ہیں جن سے پاؤں موڑنے اور چلنے میں آسانی ہوتی ہے۔

۳۔ ہتھیلی اور قدم کی ہڈیاں برابر ہیں لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ قدم کے ٹخنے کی ہڈی بڑی ہے تاکہ جسم کے وزن کو سنبھال سکے اور اس کا توازن برقرار رہے۔

۴۔ چہرہ اور گال کی ہڈیاں ابھری ہوئی ہیں اس طرح کہ آنکھوں کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں تاکہ ان کی حفاظت و بچاؤ ہوسکے۔

۵۔ پیٹھ میں ریڑھ کی ہڈیوں میں ملائم ہڈیوں کا پایا جانا جو مڑنے اور جھکنے میں معاون ہوتی ہیں اور ریڑھ کی ہڈی کو متاثر نہیں کرتیں ان نرم ہڈیوں میں سے کسی میں ذرا سی تکلیف ہوجائے تو مڑنا مشکل ہوجاتا ہے۔

۶۔ جبڑوں کی حرکت بھی ایک نظام کے تحت ہوتی ہے، اگر جبڑوں کے جوڑوں میں ذرا بھی فرق ہو تو بولنا چالنا کھانا پینا منہ کو حرکت دینا مشکل ہوجائے۔

انسان کی ہڈیوں اور جوڑوں کے کام کے سلسلہ میں یہ چند بہت معمولی اور عام باتیں ہیں۔ غور کیجئے کہ پورے جسم کا نظام کتنا باریک و حیرت انگیز ہے اسی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان الفاظ (کل سلامی من الناس علیہ صدقۃ) میں کتنا اعجاز پایا جاتا ہے۔ علم طب اور سرجری کی نئی نئی ترقیاں جتنی ہی آگے بڑھتی جائیں گی اس حدیث پاک کا اعجاز اتنا کھلتا اور واضح ہوتا جائے گا۔

اعضاء کا ادھر ادھر گھومنا اور حرکت کرنا انسان کی بناوٹ خدائی عظمت و کبریائی کا عظیم مظہر ہے اس کی تشریح میں بس اتنا ہی کہا جاسکتا ہے جو خود اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے۔

"یَا أَیُّهَا الْإِنسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِیمِ الَّذِی خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ فِی أَیِّ صُورَةٍ مَّا شَاءَ رَكَّبَكَ"[8]

اے انسان تجھ کو اپنے پروردگار کرم گستر کے باب میں کس چیز نے دھوکا دیا (وہی تو ہے) جس نے تجھے بنایا اور (تیرے اعضاء کو) ٹھیک کیا اور (تیرے قامت کو) معتدل رکھا (اور) جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا۔

حدیث کا فقہی پہلو

اللہ تعالیٰ نے بندوں کو جو بے شمار نعمتیں عطا فرمائی ہیں وہ انسان سے ہمہ وقت شکر گزار رہنے کا تقاضا کرتی ہیں اور صدقہ ان نعمتوں پر شکر ادا کرنے کی صورتوں میں سے ایک صورت ہے جو صرف مال یا نیکی کی کسی خاص شکل کے ساتھ مختص نہیں، بلکہ اس کے لئے مختلف راستے کھلے ہوئے ہیں، عام اصول یہ ہے کہ ہر نیکی صدقہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آسان اور ہر ایک کے بس کا بنایا ہے

۲۔ علماء فرماتے ہیں کہ۔ صدقہ کا یہ حکم مستحب اور شوق پیدا کرنے کا ہے واجب و ضروری نہیں۔

حدیث سے مزید فوائد حاصل ہوتے ہیں

۱۔ ہڈیوں کا باہم جڑنا اور محفوظ رہنا اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے جس پر شکر کرنا واجب ہے۔

۲۔ دو لڑنے والوں میں صلح کرانے، ان کے مابین انصاف کرنے، ان کی ضروریات میں مدد کرنے کی فضیلت معلوم ہوتی ہے، اس لئے کہ اسلام محبت و بھائی چارگی اور اتحاد پر زور دیتا ہے باہمی نفرت اور غصہ و لڑائی سے روکتا ہے جو لڑائی اور اختلاف کا واضح سبب ہیں۔

۳۔ حدیث سے ذکر و دعا نماز کے لئے چلنے اور نکلنے کی فضیلت معلوم ہوتی ہے، اور یہ صدقہ کی سب سے بہتر قسم ہے

۴۔ نماز کے لئے چلنا اور اس کے لئے قدم اٹھانا صدقہ ہے تو پھر نماز کی کیا فضیلت ہوگی جبکہ وہ دین کا ستون ہے۔

[1] نساء۔ ۱۱۴ [2] بخاری۔
[3] رواہ احمد۔ و معناہ فی المسلم۔
[4] رواہ احمد۔ [5] بخاری۔ [6] بخاری
[8] الفطار ۶، ۷، ۸

بقیہ: متمدن انسان

جن کے پاس اپنی جانب سے دفاع کا کوئی ذریعہ نہیں ان کی حکومت میں طرح طرح کی مصیبتیں برداشت کرتے ہیں۔

آج انسان کی شقاوت اور بدنصیبی میں اضافہ ہوتا جارہا ہے نئے نئے مسائل پیدا ہوتے جارہے ہیں، وہ تنظیمیں اور ادارے جن کا وجود ہی انسانیت کے تحفظ و بقا کے لئے ہوا تھا اپنی ذمہ داری پورا کرنے سے عاجز آچکے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ وہ دنیا کے ایسے ظالموں اور طاقتور لوگوں کے ہاتھ میں ہیں جو ان کا استعمال اپنے ذاتی مفاد اور خواہشات کی تکمیل کیلئے کرتے ہیں۔

دار عرفات کی اہم پیشکش
مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی

سیرت و سوانح، دعوت و تبلیغ، اصلاح معاشرہ، مسلم پرسنل لاء، زبان و ادب، دینی تعلیم پیام انسانیت و دیگر اہم موضوعات پر دار عرفات نے مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی کی تقاریر کے کیسٹ تیار کئے ہیں، یہ تقاریر حضرت مولانا کی پر اثر آواز میں ملت اسلامیہ کے لیے ایک زندہ پیغام، ملت میں پائے جانے والے امراض کا صحیح اور مناسب علاج، اس کو مستقبل کے خطرات و اندیشوں سے آگاہ کرنے کی ایک کوشش اور اس خیر امت کو اس کا حقیقی مقام و منصب یاد دلانے کا ایک موثر ذریعہ ہیں۔ ان کیسٹوں کے ذریعہ آپ حضرت مولانا کے دعوتی، علمی اور ادبی اسلوب سے خود بھی مستفید ہوسکتے ہیں اور ان کی اشاعت میں حصہ لے کر دوسروں کے لیے بھی ہدایت کا سامان فراہم کرسکتے ہیں

تقاریر کے عنوانات حسب ذیل ہیں

محسن عالم ● نبی رحمت ● نجات کا راستہ ● شرعی عدالتوں کا قیام مسلم معاشرہ کی اہم ضرورت ● کعبہ کا مقام اور نوع انسانی کے نام اس کا پیغام ● خطرہ ارتداد اور اس کا حل ● خلفاء اربعہ اور ان کی ترتیب میں حکمت الٰہی کی کارفرمائی ● مسلم سماج کی جلد خبر لیجئے ● مسلمان بچوں کے مستقبل کا انحصار دینی مکاتب پر ہے ● دینی تعلیم آئندہ نسل کی حفاظت کی ضامن ● ملی وحدت اور اس کے تقاضے ● شکر کا مقام اور اس کی حقیقت ● اسلام کے مطالبے اور تقاضے ● اردو زبان ہندوستان کی پہچان ● ہندوستان اور سیکولرزم ● بت پرستی اور اس کے مظاہر سے نفرت ایمان کی بنیادی علامت ہے ● امریکہ خوش قسمت بھی بدقسمت بھی ● دعوت دین ایک فلک بوس اور سدا بہار درخت ● انبیاء کا مقام اور ان کا پیغام ● مدح صحابہؓ کے جلسوں کا پیغام اور اس میں شریک ہونے والوں کی ذمہ داری ● مولانا آزاد ایک مخلص معمار ایک حقیقت پسند قائد ● دار العلوم دیوبند کے صد سالہ جشن کا پیغام ہندوستانی مسلمانوں کے نام ● تحریک آزادی میں ادب اسلامی کا حصہ ● دعوتی و اصلاحی ادب ● ادب میں حمد و مناجات کا مقام ● فرقہ وارانہ فسادات اور مذہبی لوگوں کی ذمہ داری ● مسلم پرسنل لا کی اہمیت اور ضرورت ● صحابہؓ کی عظمت کا راز اور اس کا سبق ● مولانا محمد الیاس سے میرا تعلق اور ان کا دعوتی اسلوب ● خلیجی جنگ اور کھویا کیا پایا

DARE ARFAT TAKIA-KALAN, RAEBARELI
پیش کردہ — دار عرفات تکیہ کلاں رائے بریلی

ملنے کے پتے۔ مکتبہ اسلام ۵۴/۲/۱، محمد علی لین گوئن روڈ لکھنؤ ● مکتبہ حرا، پوسٹ بکس ● مکتبہ الندویہ، دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ ● مکارم نگر ندوہ روڈ، لکھنؤ